

اسرار الادویات



DR. SADAGAT HAZ
DR. S. REMP
Homeopathic Clinic
Taxila 17-03-19

مَصَنَّف
ڈاکٹر اسرار الحق

Ahmed Nadeem 17-03-19 Taxila.

Ahmed Nadeem 17-03-19 Taxila.

H/Dr. SADAQAT RIAZ

D.H.M.S., R.H.M.P

Health Care Homeopathic Clinic
Hussain Abad A.C Wah 0343-5961178

اسرار الادویات

مصنف: ڈاکٹر اسرار الحق

الشفاء ہومیوپیتھک ہسپتال، ہزارہ روڈ۔ حسن ابدال

طیب ہومیوپیتھک سٹور کلینک

انوار چوک، واہ کینٹ، فون: 536333



(جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں)

اسرار الادویات	:	نام کتاب
ہومیو پیتھک ڈاکٹر اسرار الحق	:	مصنف
ہومیو پیتھک ڈاکٹر فرزانہ انجم	:	پروف ریڈنگ
اول۔ اپریل 2002	:	تاریخ اشاعت
500	:	تعداد
تیمور کمپوزر 12/15 سیکٹر 5-F نیو کراچی	:	کمپوزنگ
ایڈمک پریس۔ کراچی۔	:	مطبع
معالج پبلیکیشن۔ کراچی	:	پبلشر
42/= روپے	:	قیمت

انتساب

محسن پاکستان

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

کے نام

مت سہل ہمیں جانوں پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

☆☆☆

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	نام دوا	نمبر
5	ابرائیم	.1
10	ایس نائکرا	.2
13	ارجنٹم نائٹرکیم	.3
19	کالفیا انڈیکا	.4
20	ایگاریکس	.5
23	ایگنس کاسٹس	.6
26	انیشیا امارا	.7
33	ایلوینا	.8
40	اورم میٹلیکیم	.9
51	ایتھوزا	.10
54 ACONITE.	ایکونائٹ نیپلس	.11
58	ایسیٹا تلی ڈم	.12
59 BRYONIA.	برائی اونیا	.13
67	بسمتھ	.14



ابراٹینم

آپ نے ایسے بہت سے لوگ دیکھے ہوں گے جو اکثر یہ شکایت کرتے ہیں کہ کیا کریں خوراک تو بہت اچھی کھاتے ہیں مگر لگتی نہیں ہے۔ یعنی خوراک جزو بدن نہ بننے کی شکایت کرتے ہیں انہیں بھوک بالکل ٹھیک لگتی ہے اور وہ سیر ہو کر کھانا کھاتے ہیں مگر کمزوری بڑھتی رہتی ہے۔ یہ سب سے پہلی بات ہے جو ابراٹینم کا مریض کہے گا۔ ایسی شکایت کرنے والوں میں سے اکثر ابراٹینم کے مریض ہوتے ہیں۔ اچھی خوراک کے باوجود سوکھتے جانا آئیوڈیم میں بھی پایا جاتا ہے لیکن اس کا جوہر بالکل مختلف ہے۔

ابراٹینم کا جوہر (Essence) کیا ہے؟ سوکھاپن اور انتقال مرض یہ دو الفاظ ابراٹینم کو مکمل طور پر بیان کرتے ہیں۔ آئیے اب دیکھتے ہیں کہ ابراٹینم میں سوکھاپن اور انتقال مرض کس طرح کا ہوتا ہے۔ پہلے سوکھاپن کو لیں۔ ایسا سوکھاپن جس میں مریض اچھی خوراک کے باوجود سوکھتا جائے یہ سوکھاپن خصوصاً ٹانگوں میں ہوتا ہے یعنی اچھی خوراک کے باوجود ٹانگوں کا سوکھاپن۔ سوکھے پن کی یہ کیفیت عمر کے کسی حصے میں بھی ہو سکتی ہے اور یہ مختلف طریقوں سے ظاہر ہوتی ہے مثلاً شیر خواری میں اس کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ انہیں مسلسل الٹیاں آتی رہتی ہیں جس کی ایک بنیادی وجہ معدے کے منہ کی تنگی (Pyloric Stenosis) ہوتی ہے۔ معدے کے منہ کی یہ تنگی معدے کی بناوٹ میں پیدائشی نقص کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اور معدے کے منہ میں سکڑاؤ (Spasm) کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ دونوں صورتوں میں بچے کو مسلسل الٹیاں آتی رہتی ہیں اور چونکہ مسلسل الٹیوں سے

معدہ خالی ہوتا رہتا ہے اس لئے بچے کو مستقل بھوک لگی رہتی ہے اور خوراک کے لئے مستقل ریس ریس لگائے رکھتا ہے۔ غذا کی یہ مسلسل طلب بچے کو بہت زیادہ رونے والا اور چڑچڑا بنا دیتی ہے۔ ایسے بچوں کا جسم چھونے سے ذکی الحس ہوتا ہے اس لئے اٹھائے جانے یا چھوئے جانے پر وہ مزید بے چین ہو جاتے ہیں۔ بڑی بوڑھیوں میں یہ تصور عام ہے کہ جو بچہ مسلسل الٹیاں کرتا رہے، کمزور ہو رہا ہو اور اسے "لیسر" لگ گئی ہو وہ "پرچھانویں" کا مریض ہوتا ہے۔ لیر لگنے کا مطلب مستقل روتے رہنا ہے۔ اب ذرا غور کریں کہ ابراہیم بچے کی بیان کردہ تصویر اس تصویر سے کتنی زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔

دوسری عام علامت جو ایسے بچوں میں پائی جاتی ہے وہ ناف کی سوزش اور ناف سے اخراج ہے۔ ناف میں سوزش ہو جاتی ہے اور اس سے مستقل اخراج ہوتا رہتا ہے۔ گو اس کیفیت میں کالی نائٹرکیم، کلکیر یا کارب، کلکیر یا فاس، کالی کارب، لائیکو پوڈیم، نیٹرم میور، نکس موسکاٹا اور اسٹینم میٹ بھی اہم ادویات میں سے ہے۔ لیکن اکثر ابراہیم جادو کی طرح کام کر کے شفا بخش دیتی ہے۔ ابراہیم دینے سے اخراج فوراً رک جاتا ہے اور سوزش ٹھیک ہو جاتی ہے۔ ناف کی یہ سوزش اور اخراج بھی سوکھے پن کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ بچے کے جسم میں اتنی قوت نہیں ہوتی کہ وہ اس بیماری پر قابو پاسکے اور قوت کی یہ کمی خوراک پوری طرح جزو بدن نہ بننے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

ایسے بچوں کی جلد خشک، جھریوں والی اور پیلی ہوتی ہے۔ اگر چٹکی بھری جائے تو جلد دوبارہ اپنے مقام اور اصل حالت میں آنے کے لئے خاصہ وقت لیتی ہے ایسے بچے سردی سے ذکی الحس ہوتے ہیں اور ان کی تمام تکالیف سردی سے بڑھتی ہیں۔

یہ بچے جب ذرا اور بڑے ہوتے ہیں تو انہیں سر سنبھالنے میں مشکل پیش

آتی ہے۔ گردن اتنی کمزور ہوتی ہے کہ سر کا بوجھ نہیں سہار سکتی اور سر لڑھک جاتا ہے اسی طرح کمر بھی اتنی کمزور ہوتی ہے کہ جسم کا بوجھ نہیں سنبھال سکتی۔ سر اور کمر اتنی کمزور کے جسم کا وزن نہ سنبھال سکے ابراٹینم کی خصوصیت ہے۔ نیٹرم میور میں بھی گردن کمزور ہوتی ہے لیکن اس میں سوکھاپن شروع ہی گردن سے ہوتا ہے جبکہ ابراٹینم میں سوکھاپن ٹانگوں سے شروع ہوتا ہے اور ٹانگیں ہی سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ سر سنبھال نہ سکے والے بچے کی گردن تو کمزور ہوگی لیکن ٹانگیں اس سے بھی زیادہ کمزور ہوں گی۔ ابراٹینم بچے کی ٹانگیں سوکھی سڑی اور بہت کمزور ہوتی ہیں اور پیٹ بڑا ہوتا ہے پیٹ میں بعض دفعہ سخت گولے بھی ہوتے ہیں۔

ابراٹینم میں کمر درد جو منی تک جاتا ہے کمر کی کمزوری کے ساتھ یہ درد بھی اکثر ہوتا ہے۔ سینے میں دل کے مقام میں شدید درد ہوتا ہے۔

نو جوانی اور جوانی میں ایسے لوگ خوراک جزو بدن نہ بننے کی شکایت کرتے ہیں۔ قبض اور اسہال بدل بدل کر آتے ہیں۔ انتڑیوں کی تپ دق ہو جاتی ہے اور پاخانے میں بہت زیادہ آنوں خارج ہوتی رہتی ہے۔

بڑھاپے میں جو تکلیف زیادہ دیکھنے میں آتی ہے وہ جوڑوں کا درد ہے جو اسہال رکنے سے اور سردی میں زیادہ ہو جاتا ہے کمزوری بہت ہوتی ہے اور سردی سے تمام تکالیف بڑھتی ہیں۔ اچھی خوراک کے باوجود کمزور ہوتے جانا تو عمر کے ہر حصہ میں ابراٹینم کی اہم علامت ہے۔

اب انتقال مرض کی طرف آتے ہیں۔ ابراٹینم کے مریض میں انتقال مرض کا مطلب ہے جسمانی سطح پر موجود ایک تکلیف دب جانے سے دوسری تکلیف کا ہونا مثلاً اسہال رکنے سے قبض ہو جائے اور قبض ٹھیک ہونے پر پھر اسہال شروع ہو جائیں۔ اسی طرح اسہال دینے سے خشک کھانسی ہو جاتی ہے یا اسہال روکنے سے جوڑوں کے درد شدید ہو جاتے ہیں۔ اسہال روکنے سے گھٹن اور دمہ کی تکلیف

ہو جاتی ہے۔ کن پیڑے ٹھیک ہونے پر بھیے سوج جائیں تو پلسا ٹیلا کے ساتھ ساتھ
ابرائینم بھی اہم دوا ہے۔

ابرائینم میں انتقال مرض اس طرح کا ہوتا ہے کہ ایک بیماری دب جانے
سے دوسری بیماری ظاہر ہو جاتی ہے یا یوں کہیے کہ بیماری اپنی شکل اور جگہ تبدیل
کر لیتی ہے لیکن اگر بیماری اپنی سطح تبدیل کر لے تو مریض ابرائینم کے دائرہ کار
سے نکل جاتا ہے مثلاً اگر اسہال روکنے سے دمہ ہو جائے تو ابرائینم دمہ اور اسہال
دونوں کو ٹھیک کر دے گا لیکن اگر عرق النساء ٹھیک ہونے سے مریض کو چڑچڑاپن،
اضطراب اور ڈپریشن ہو جائے تو دوا اور مینٹیلیم یا سی سی فیوگا ہوگی۔ ابرائینم اس
طرح کی جسمانی سطح سے ذہنی سطح پر چلے جانے میں کام نہیں کرے گی۔ کیونکہ
ابرائینم اکثر اور بڑی حد تک جسمانی سطح کی دوا ہے۔ ذہنی سطح پر اس کا کوئی خاص اثر
نہیں ہوتا۔

اسی طرح ابرائینم ایک بیماری دب جانے سے دوسری بیماری ہو جانے پر تو
کام کرے گی لیکن ایک بیماری اپنی جگہ رہے اور اس کی جڑیں اور جگہ بھی پھیل
جائیں تو ابرائینم کے دائرہ سے مریض باہر ہو جائے گا مثلاً کن پیڑے ٹھیک ہونے
پر خضیوں کی سوزش ہو جائے تو ابرائینم دینے سے کن پیڑے دوبارہ بھی ہو سکتے ہیں
لیکن ابرائینم سے وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کن پیڑے نہ
ہوں اور خضیوں کی سوزش بھی ٹھیک ہو جائے۔ لیکن اگر کن پیڑے بھی موجود رہیں
اور اس کے ساتھ ساتھ خضیوں میں سوزش بھی ہو جائے تو ابرائینم سے کوئی مفید نتیجہ
لینا مشکل ہے۔

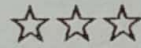
بیماریوں کے دب کر پھر دوسری شکل میں ظاہر ہونے کو ابرائینم دے کر ٹھیک
کیا جاسکتا ہے۔ اب کچھ معالجین اس خیال کے پیش نظر ابرائینم کو کینسر میں بے
تجسسہ استعمال کرواتے ہیں کہ ان کے خیال میں کینسر مختلف تکالیف کو دباتے چلے

جانے سے شروع ہوتا ہے لیکن ابرائینم کینسر میں بالکل کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ ایک تو یہ اتنی گہری دوا نہیں ہے دوسرے پیتھالوجی کو نظر انداز کر کے محض مفروضوں پر دوا دینے سے کبھی اچھے نتائج کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔

اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ابرائینم ایسے انتقال مرض کی دوا ہے جس میں ایک جسمانی علامت یا بیماری دبنے سے جسمانی سطح کی دوسری بیماری یا علامت پیدا ہو جائے۔

مختصر ترین الفاظ میں ابرائینم کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ابرائینم اچھی بھوک اور اچھی خوراک کھانے کے باوجود سوکھا پن خصوصاً ٹانگوں کا سوکھا پن اور ایک جسمانی بیماری کے دبنے سے جسمانی سطح پر ہی دوسری بیماری کے ظاہر ہونے والے انتقال مرض کی دوا ہے۔



ایبس نائیگرا

ایبس نائیگرا کے مریض، باقی سب دواؤں کے مقابلے میں کافی زیادہ ہیں۔ عام طور پر لوگ معدے پر بوجھ کی شکایت کرتے ہیں اور یہی لوگ ایبس نائیگرا کے مریض ہوتے ہیں۔ اب فرض کریں ایک مریض آپ سے کہتا ہے کہ اس کا معدہ خراب ہے تو آپ ظاہر ہے اسے یہ ہی کہیں گے کہ معدہ کی خرابی کو چھوڑیں اور یہ بتائیں کہ آپ محسوس کیا کرتے ہیں۔ ”معدہ اکثر خراب رہتا ہے، کچھ عمر کا بھی تقاضہ ہے، چائے، سگریٹ اور مصالحوں دار چیزیں بہت استعمال کی ہیں۔ قبض رہتی ہے، مقعد میں باہر کی طرف درد رہتا ہے۔“ یہ جواب سن کر آپ کیا کہیں گے؟ جی مزید کچھ! اب مریض کہتا ہے کہ چہرہ خصوصاً گال تھمتاتے رہتے ہیں۔ سستی سی رہتی ہے۔ دن بھر طبیعت خراب رہتی ہے۔ رات کو نیند نہیں آتی۔

آپ کہتے ہیں..... اچھا تو! دن کو سستی رہتی ہے رات کو نیند نہیں آتی رات کو نیند نہ آنے سے طبیعت سست رہتی ہے؟ نیند کبھی آ بھی جائے تو دن کو سستی نہیں جاتی وہ تو رہتی ہی ہے۔ مریض جواب دیتا ہے اب بہت سے امکانات سامنے آتے ہیں کیا جاگنے کے بعد یا بستر سے اٹھنے کے بعد صبح طبیعت خراب، سستی اور کاہلی ہوتی ہے اور جیسے جیسے دن گزرتا جاتا ہے تو طبیعت بحال ہوتی جاتی ہے شام کو ہشاش بشاش، یہ تو ایلومینا ہوئی۔ میڈیٹورینم کا بھی سوچا جاسکتا ہے، رات کو مریض بہتر ہوتا ہے پڑھ سکتا ہے زیادہ کام کر سکتا ہے لیکن مریض نے یہ سب تو نہیں کہا اور اس نے جو کہا ہے اس کو خواہ کوئی رنگ دے کر دوا ڈھونڈنا کسی کام نہیں آئے گا۔ اچھا چلو اور پوچھتے ہیں۔

ہاں یاد آیا آپ کا معدہ بھی تو خراب رہتا ہے؟ کیا ہوتا ہے اب مریض کہتا ہے کہ معدے میں درد رہتا ہے جو کھانا کھانے کے فوراً بعد ہونے لگتا ہے۔ معدے کا منہ پر (فم معدہ) ایک گولے کا احساس رہتا ہے۔ گویا وہاں کوئی انڈا رکھا ہے سخت ابلا ہوا انڈا۔ جو بھی کھاتا ہوں معدے کے منہ پر جا کر اٹک جاتا ہے وہاں سے نیچے نہیں جاتا اس جگہ بوجھ اور درد رہتا ہے۔ صبح بھوک بالکل نہیں لگتی اور دوپہر اور رات کو شدید بھوک لگتی ہے۔ اور کچھ؟ آپ پھر پوچھتے ہیں۔

سانس سے بو آتی ہے، پھیپھڑوں میں لگتا ہے کہ کوئی چیز پھنسی ہوئی ہے مگر کھانسنے سے باہر نہیں آتی اور پھیپھڑے تو یوں لگتے ہیں جیسے بند ہو گئے ہوں کھل کر نہیں دیتے۔ ذرا ذرا سی بات پر سانس پھولنے لگتا ہے۔ گھٹن ہوتی ہے۔ مریض جواب دیتا ہے۔

آپ پھر پوچھتے ہیں۔ کیا پورے پیٹ میں ریاہ اور اس کے ساتھ ڈکار آتے ہیں مریض کہتا ہے کہ ریاہ تو نہیں ڈکار البتہ آتے رہتے ہیں۔ اکثر التلیاں آتی رہتی ہیں۔ اب اس ساری معلومات میں کام کی جو چیز ہے وہ ”معدے کے منہ پر سخت ابلے ہوئے انڈے کا احساس ہے یہ احساس ایبس نائیگرا کی خصوصی علامت ہے اور اس کی بنیاد پر بے دھڑک ایبس نائیگرا دی جاسکتی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے مریض کون اور کس عمر کے لوگ ہوتے ہیں۔

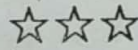
عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ایبس نائیگرا کے مریض عمر رسیدہ لوگ ہوتے ہیں تاہم نوجوانوں میں بھی اس کی علامات دیکھی گئی ہیں۔

اب اس ساری معلومات میں سے اہم ترین حصہ دہراتے ہیں۔ معدے کے منہ پر سخت ابلا ہوا انڈا ہونے کا احساس، فم معدہ کے مقام پر جکڑن اور درد جو کھانا کھانے کے بعد زیادہ ہو۔ گھٹن، پھیپھڑے سکڑے ہونے کا احساس اس کے ساتھ ساتھ عام طور پر دل کی تکلیف بھی ہوتی ہے تو دھڑکن، نبض بھاری اور سست

اور دل کے مقام پر کاٹنے والے درد، ان سب کو اکٹھا کریں تو ایبیس نائیگرا کا مریض بہت جلد سمجھ آ جاتا ہے۔ اور آپ کو دوا بہت آسانی سے مل جاتی ہے۔ مختصر ترین الفاظ میں، ادھیڑ عمر، معدے کی تکلیف اور دل کی تکلیف ایبیس نائیگرا کا جوہر ہے جہاں یہ تینوں چیزیں موجود ہوں ایبیس نائیگرا دی جاسکتی ہے۔

اب باقی علامات میں سردی والے بخار، مزمن بخار جن کے ساتھ معدے میں درد ہو، چکر سرد درد، معدے کا درد جو بائیں طرف کو جائے، دچی کی ہڈی میں درد، ہڈیوں میں بائی کے درد اور رات کو نیند نہ آنا اور برے خواب آنا شامل ہیں۔

یہ علامات عام علامات ہیں اور ان کی بنیاد پر ظاہر ہے کہ کوئی بھی دوا دی جاسکتی ہے۔ اس لئے جب ایبیس نائیگرا کی بات ہوگی تو آپ کو یہ جوہر یاد رکھنا ہوگا۔ ادھیڑ عمر، معدہ خراب، دل کی تکلیف اور معدے میں فم معدہ میں انڈے کا احساس، درد کو یاد رکھیں اور دل کی تکلیف میں گھٹن اور بار بار سانس پھولنے کو ساتھ ملا لیں تو ایبیس نائیگرا کبھی نہیں بھولے گا۔



ارجنٹم نائیٹرکیم

ارجنٹم نائیٹرکیم کا مریض خبطی ہوتا ہے لیکن وہ خبطی بنتا کیسے ہے؟ یہ ایک دلچسپ سوال ہے۔ آپ نے ایسے لوگ دیکھے ہوں گے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ہر محفل کی جان ہیں۔ جس محفل میں جاتے ہیں چھا جاتے ہیں بولتے ہیں تو سحر طاری کر دیتے ہیں لوگوں کو متوجہ کرنا اور اپنی باتوں کے سحر میں گم کئے رکھنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ چلیں ہم آسانی کے لئے انہیں عوامی لوگ کہہ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنا یہ تصور قائم رکھنے کے لئے ہر لمحہ ذہنی طور پر حاق و چوبند رہنا پڑتا ہے۔ ہر لمحہ تیار رہنا تو اتنی مانگتا ہے اس کی ساتھ ساتھ ایسے لوگ جو شیلے بھی ہوتے ہیں۔ ان دو چیزوں یعنی ہر لمحہ تیار اور تناؤ کی حالت اور جوش تیسری چیز عمر کے بڑھنے کو بھی شامل کر لیں تو ارجنٹم نائیٹرکیم کے مریض کی ذہنی کمزوری کی وجوہات کی فہرست مکمل ہو جاتی ہے۔

ایسے لوگ فنکار، لیڈر، مقررین، اور اداکاروں میں زیادہ ہوتے ہیں جنہیں اپنا عوامی تاثر (Public image) برقرار رکھنے کے لئے خصوصاً بہت کوشش کرنی پڑتی ہے۔ عام لوگوں میں ایسے لوگ اس ذہنی کمزوری کا شکار ہوتے ہیں جو بہت خوش مزاج، یاد باش، باتونی، لطیفہ باز اور جو شیلے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کا دماغ مستقل جوش کی حالت میں رہتا ہے اور اعصاب مستقل تناؤ کا شکار رہتے ہیں۔ اب بعض لوگوں میں مستقل اس حالت میں رہنے کی وجہ سے اور بعض لوگوں میں صرف عمر بڑھنے سے ایک خاص قسم کی ذہنی کمزوری آ جاتی ہے اور وہ ذہنی کمزوری یہ ہوتی ہے کہ مختلف اوقات میں کام کے دوران اس کے ذہن میں کوئی

خیال در آتا ہے اور آ کر ان پر غلبہ پالیتا ہے اب مریض اپنا کام چھوڑ کر اس نامعقول خیال کے زیر اثر کوئی احمقانہ، نامعقول حرکت کرنے لگتا ہے مثلاً ایک شخص مڑے سے بالکونی میں بیٹھا ہے اب اچانک اسے خیال آتا ہے کہ اگر میں بالکونی کے جنگلے پر چڑھ جاؤں اور وہاں سے نیچے گر جاؤں تو کیا ہوگا؟

یہ خیال اس پر اسقدر غالب ہو جاتا ہے کہ وہ تصور ہی تصور میں خود کو بالکونی سے نیچے گرا خون میں لت پت پڑا ہوا دیکھتا ہے۔ اب اس خیال کے زیر اثر وہ بالکونی سے اٹھتا ہے اور جا کر جنگلے پر چڑھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن گرنے سے پہلے ہی وہ سر کو جھٹکتا ہے اور خوف سے اسے جھرجھری سی آ جاتی ہے اب وہ گھبرا کر اپنی جگہ واپس آتا ہے مگر خوف کے باعث وہاں بیٹھنے کے بجائے کمرے میں جا کر کنڈی لگالیتا ہے۔ اس عمل کے دوران اگر کوئی اسے دیکھ لے اور پوچھے کہ تم کیا کر رہے تھے تو وہ اس سارے عمل کی کوئی نہایت بھونڈی اور نامعقول وجہ بیان کرے گا۔ مثلاً ہوا بہت خوشگوار تھی سو چا جنگلے پر چڑھ جاؤں تو زیادہ ہوا لگے گی یا یہ کہ نیچے ایک چیز نظر آئی تھی سو چا اسے دیکھوں کہ کیا ہے۔

ایک اور مثال سنیں ایک خاتون اپنے فلیٹ کی کھڑکی سے نیچے سڑک پر کھلتے ہوئے بچوں کو دیکھ رہی ہے اب اچانک اسے خیال آتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی گاڑی آئے اور ان بچوں کو کچلتی ہوئی گزر جائے۔ یہ خیال ایک دم سے اس پر اس قدر غلبہ حاصل کر لیتا ہے کہ وہ تصور میں گاڑی آتے اور بچوں کو کچلتے ہوئے دیکھتی ہے۔ اور اسے تصور میں نظر آتا ہے کہ بچے خون میں لت پت سڑک پر پڑے ہیں۔ وہ ایک دم اپنے فلیٹ سے نکلتی ہے اور تیزی سے سیڑھیاں اترنا شروع کر دیتی ہے۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے بعض دفعہ پھسل کر گرنے کے قریب ہونے کے باوجود تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی جاتی ہے۔ اس حالت میں اچانک اسے جھٹکا لگتا ہے یا وہ کسی سے ٹکرا جاتی ہے اور تصور کی دنیا سے حقیقت کی دنیا میں واپس آ جاتی ہے اسے

اپنی حماقت کا احساس ہوتا ہے اور وہ بوجھل قدموں سے واپس سیڑھیاں چڑھنا شروع کر دیتی ہے۔

بعض لوگوں میں یہ بھی خبط ذرا کم شدت سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سڑک پر چلتے ہوئے مسلسل اطراف بدلتے رہتے ہیں یعنی پندرہ بیس قدم چلے پھر سڑک کی دوسری جانب چلنے لگتے ہیں اور اس طرف دس بیس قدم چل کر پھر دوسری جانب آگئے۔ ان لوگوں کو احساس نہیں ہوتا کہ وہ احمقانہ حرکت کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ ایسی حرکات جاری رکھتے ہیں جبکہ اس سے پہلے بیان کی گئی حالت جس میں کوئی خیال غلبہ پالیتا ہے، میں مریض کو احساس تو ہوتا ہے کہ وہ یہ غلط حرکت کر رہا ہے لیکن وہ خود کو روکنے سے قاصر ہوتا ہے اس لئے کوئی جھٹکا، مداخلت یا آواز اسے اس خیال کے غلبہ سے نجات دلا دیتی ہے اور وہ سوچنے لگتا ہے کہ وہ کیا حرکت کرنے لگا تھا۔

ایسے لوگ جذباتی طور پر کھلے ڈھلے ہوتے ہیں جذبات و خیالات کا اظہار کھل کر اور جوش سے کرتے ہیں۔ خوش ہو یا غم ان کے ہر جذبہ میں شدت ہوتی ہے بس یوں سمجھیں کہ پورا نظام مستقل جوش کی حالت میں رہتا ہے۔ انہیں جب ذہنی کمزوری ہونا شروع ہوتی ہے تو سب سے پہلے حافظہ کمزور ہونا شروع ہوتا ہے اور پھر خیالات میں ترتیب اور تال میل نہیں رہتا۔ اس کے بعد احمقانہ خیال آجانے اور غلبہ پالینے والی حالت آتی ہے۔

جسمانی سطح پر گرمی سے تکالیف میں اضافہ بہت زیادہ میٹھی چیزیں کھانے کی شدید خواہش اور بہت زیادہ نمکین چیزیں کھانے کی خواہش ار جٹم نائٹریکم کا جوہر ہے اس میں میٹھے سے تکالیف میں اضافہ کو شامل کر لیں تو ار جٹم نائٹریکم کی مزید تصدیق ہو جاتی ہے۔ شدت ار جٹم نائٹریکم کی خصوصیت، میٹھے کی خواہش کا مطلب بہت زیادہ میٹھی چیزیں مثلاً چینی اور اسی طرح نمکین چیزیں حتیٰ کہ خالص نمک کی

خواہش ہوتی ہے۔

سلفر میں بھی میٹھے کی خواہش ہوتی ہے لیکن سلفر کا مریض ہلکی میٹھی چیزیں پسند کرتا ہے اور اس میں نمک یا نمکین اشیاء کی خواہش شاذ و نادر ہی ہوتی ہے اور یہ ہی چیز اسے ارجنٹم نائٹریکم سے الگ کرتی ہے۔

ارجنٹم نائٹریکم میں آکس کریم کی خواہش بھی بہت شدید ہوتی ہے۔ دوسری دوا جس میں آکس کریم کی خواہش اتنی شدید ہوتی ہے۔ وہ فاسفورس ہے دونوں میں فرق یہ ہے کہ ارجنٹم نائٹریکم کا مریض آکس کریم کو اس کی مٹھاس کی وجہ سے کھاتا ہے جبکہ فاسفورس کا مریض اسے ٹھنڈی ہونے کی وجہ سے کھاتا ہے۔ میٹھے کی اس قدر شدید خواہش میں ارجنٹم نائٹریکم دوا ہو سکتی ہے۔

ارجنٹم نائٹریکم کا جوش اور شدت اس کی جنسی خواہش میں بھی نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے اور اس میں شدید جنسی خواہش ہوتی ہے لیکن کتابوں میں لکھا ہے جماع کے ناقابل، جماع سے پہلے عضو میں تناؤ ختم ہو جاتا ہے، ایسا دو وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے ایک تو جوش کی وجہ سے چونکہ جنسی خواہش میں بہت زیادہ شدت ہوتی ہے اس لئے اس جوش کی وجہ سے مریض عین جماع کے وقت جماع کے قابل نہیں رہتا اور دوسرے وہی ذہنی کمزوری جس کی وجہ سے جماع کے وقت ذہن میں کوئی احمقانہ خیال آ جاتا ہے اور جماع کی قوت و صلاحیت سلب ہو جاتی ہے۔

جس طرح مسلسل جوش کی حالت میں رہنے کی وجہ سے ذہنی کمزوری ہو جاتی ہے اسی طرح مسلسل محنت سے جسمانی کمزوری فالج کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے مثلاً پکاراگ گانے والوں کا گلا مسلسل ریاض کرنے سے بیٹھ جاتا ہے اور آواز پھٹ جاتی ہے۔ ارجنٹم نائٹریکم سے گلا فوراً ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح باقی جسم میں بھی فالج ہو جاتا ہے۔ ارجنٹم نائٹریکم کا فالج درد والا فالج ہے یعنی فالج کے ساتھ ساتھ شدید درد بھی ہوتا ہے۔ اعصابی نظام رفتہ رفتہ کمزور ہو کر بالکل تباہ ہو جاتا ہے اور

اس حالت میں ساتھ درد بھی ہوتا ہے۔ ان علامات کی وجہ سے ارجنٹم نائٹریکم ملٹی پل اسکروسس Multiples sclerosis کی اہم دوا ہو سکتی ہے۔

ارجنٹم نائٹریکم کی ایک اور اہم علامت ضروری کام سے پہلے پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہونا ہے۔ ایسا خوف یا ڈر کی وجہ سے نہیں ہوتا (جسٹیکیم) اور نہ ہی اس وجہ سے کہ مریض خود کو اس کام کا اہل نہیں سمجھتا (لائیکوپوڈیم) بلکہ ایسا جوش کی وجہ سے ہوتا ہے یہ بالکل ایسی کیفیت ہے جیسے کوئی شخص جوش کی وجہ سے باتیں کرتے کرتے بات پوری طرح ادا نہ کر سکے۔ ایسڈ فاس میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے لیکن اس میں ایک تو پاخانہ کے ساتھ درد بھی ہوتا ہے اور دوسرے ایسڈ فاس میں ایسا انتڑیوں کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔

بند جگہوں کا خوف ارجنٹم نائٹریکم کی اہم علامت ہے اور اس میں بھی وہی خیال ہوتا ہے کہ کوئی حادثہ پیش آ جائے گا مثلاً ارجنٹم نائٹریکم کا مریض اگر سینما جائے گا تو کوشش کر کے دروازے کے قریب والی کرسی پر بیٹھے گا کیونکہ وہ تصور میں سینما میں آگ لگنے کے بعد ہجوم میں پھنسا ہوا اور دم گھٹ کر مرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ یہ خوف اسے مجبور کرتا ہے کہ جب وہ کسی بند جگہ بیٹھا ہو تو ساتھ والے شخص سے باتیں کرے اور اگر اس سے باتیں کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس کے لئے بیٹھنا مشکل ہو جائے گا۔ ایک تو اسے خوف ہوتا ہے اور دوسرے ارجنٹم نائٹریکم کی مجمع باز طبیعت اسے خاموش نہیں رہنے دیتی۔

بند جگہوں کا یہی خوف ارجنٹم نائٹریکم کے مریض کو مجبور کرتا ہے کہ وہ دس منزلیں سیڑھیاں چڑھے مگر لفٹ میں نہ گھسے، اس خوف کی بنیاد وہی خیال ہوتا ہے کہ لفٹ کا دروازہ نہیں کھلے گا تو میں کیا کروں گا؟

اونچی جگہوں کا خوف ہوتا ہے۔ مریض اونچی جگہ سے نیچے نہیں دیکھ سکتا۔ ایسا پل جہاں سے دونوں طرف نظر نیچے جاسکتی ہو وہاں سے گزر نہیں سکتا۔ اگر

مریض گاڑی چلا رہا ہے اور ایک طرف پہاڑ اور دوسری طرف کھڈ ہیں تو مریض پہاڑ والی سمت جا کر گاڑی چلائے گا چاہے اس کا چالان ہو جائے یا چاہے حادثہ پیش آجائے۔ اگر پہاڑی علاقے میں بس سے سفر کر رہا ہو تو بس میں اس طرف بیٹھے گا جس طرف پہاڑ ہو دوسری طرف نہیں بیٹھ سکتا۔ ذہنی کام کرنے سے سردرد ہو جاتا ہے جسے ٹھنڈک سے آرام آتا ہے اور گرمی سے اضافہ ہوتا ہے۔

ارجنٹم نائٹریکم کی ایک اور اہم علامت جسم ٹھنڈا ہونے کے باوجود گرمی محسوس

ہونا ہے۔ سکیل کار کے مریض میں بھی یہ علامت ہوتی ہے لیکن ارجنٹم نائٹریکم میں شدت زیادہ ہوتی ہے۔

جسمانی سطح پر گرمی اور بیٹھے سے تکالیف کا بڑھنا، شدید بیٹھے اور شدید نمکین

اشیاء کی بہت زیادہ خواہش، ذہنی سطح پر ذہنی کمزوری جس کی وجہ سے خیال غلبہ پالے اور جذباتی سطح پر شدید جوش ارجنٹم نائٹریکم کا جوہر ہے۔



کالفیا انڈیکا

جارج وٹھو لکس اس دوا کے بارے میں کہتے ہیں کہ.....

”اس دوا کے بارے میں ابھی تک اتنی معلومات میسر نہیں ہیں کہ اس کا جوہر بتایا جاسکے یا اس کا شخصی خاکہ بنایا جاسکے۔ اس لئے اس میں کوئی خاص بات یاد رکھنے والی نہیں ہے۔ اس کی خاص خاص علامات میں خشک، چھوٹی کھانسی جو صبح اور رات کو زیادہ آئے اور جس کے بعد خون آمیز بلغم خارج ہو۔ سینے میں درد کی وجہ سے آواز بیٹھ جائے۔ انتڑیوں میں جلن، اسہال جن کے ساتھ آواز آئے۔ شامل ہیں۔

عام طور پر سپیہا کے مریض کی بحرانی حالت میں اس کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں دافع تپ دق دوا دینا مریض کی جان سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ آپ ایسا کریں گے تو نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

خشک کھانسی جس کے بعد خون آئے۔ اب جہاں تک جریان خون کا تعلق ہے تو علامات کے مطابق کوئی بھی دوا دے کر اسے روکا جاسکتا ہے اور کئی دفعہ اہل اہل کر آتا خون علامات کے مطابق مختلف ادویات سے دس پندرہ منٹ کے اندر میں نے روکا ہے۔ اگر دس پندرہ منٹ میں خون بہنا بند نہ ہو تو مریض پر مزید زور آزمائی نہ کریں اور اسے ہسپتال بھیج دیں ورنہ آپ مصیبت میں پڑ سکتے ہیں۔ بعض دفعہ خون ٹیوہر کو لینم دے کر پندرہ منٹ میں بند کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بڑی درجہ یا جریان کٹ جائے تو ہومیو پیتھک ادویات سے خون کو روکا نہیں جاسکتا۔ ایسے میں کوشش آپ کو مصیبت میں ڈال سکتی ہے۔ اور اس دوا میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔

☆☆☆

ایگاریکس

فرض کریں کہ ایک مریض کو دیکھ کر آپ نے اسے E.C.G. کروانے کا مشورہ دیا اب مریض پریشان ہو جاتا ہے E.C.G. کیوں؟ اچھا ضروری ہے؟ کیوں۔ کیا میں دل کا مریض ہوں۔ اب اس نے E.C.G. کروالی۔ وہ نارمل بھی ہے مگر مریض کی تشویش کسی بھی طرح کم نہیں ہو رہی۔ مجھے فالج تو نہیں ہو جائے گا؟ دل کے دورے کا خطرہ تو نہیں ہے؟ کھانے میں کیا کیا کھایا کروں؟ کیا میں کچھ صحت مند ہوسکوں گا؟ کبھی کبھی ہلکا سا سر درد ہو جاتا ہے کیا یہ دل کی تکلیف کی وجہ سے ہے؟ نیند نہیں آتی، ہاتھوں کی انگلیاں سن رہتی ہیں لگتا ہے فالج تو ضرور ہو جائے گا۔

آپ اسے لاکھ سمجھائیں کہ E.C.G. بالکل نارمل ہے۔ فالج، دل کے دورے یا کسی اور تکلیف کا کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس کے تابڑ توڑ سوالات جاری رہیں گے۔ مسلسل آپ کے پاس آئے گا اور مسلسل سوالات کرے گا۔ اپنی صحت سے متعلق شدید تشویش کا بار بار اظہار کرے گا۔ اور آپ کو چکرا کر رکھ دے گا۔ یہ اگاری کس کے مریض کی ذہنی حالت ہے۔ اسے پریشان ہونے کے لئے بس ذرا سے بہانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سی بات ہوئی اور مریض نے اس کا بتنگڑ بنالیا اس ذرا سی بات سے مریض تشویش کا شکار ہو جائے گا۔ روئے گا۔ بار بار پریشانی کا اظہار کرے گا۔ آخر کار اسے مایوسی آگھرے گی اور وہ زندہ رہنے کے لئے یا علاج کروانے کے لئے معالج کے پاس جانا بھی گوارا نہیں کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی عورت کو Mammography کروانے کا مشورہ دیا

جائے تو باقی ساری زندگی اسے پستان کے کینسر کا خوف رہے گا جو کسی طرح بھی ختم نہیں ہوگا۔

اس تشویش کے زیر اثر بعض دفعہ مریض صحت سے متعلق خبط میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں کا بہت زیادہ خیال رکھنے لگتا ہے پھر اسے خود ہی خیال آتا ہے کہ یہ حالت نارمل نہیں ہے اور اس خیال کے زیر اثر مریض خبط سے دوبارہ تشویش کی حالت میں پہنچ جاتا ہے۔

بعض دفعہ مریض کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے جسم سے الگ ہو گیا ہے اس کا جسم الگ پڑا ہوا ہے اور وہ اس سے الگ کھڑا ہے اگاری کس کے مریض کو یہ احساس اکثر ہوتا ہے اور یہ اس کے لئے ایک خوشگوار واقعہ ہوتا ہے۔ یہی حالت کینا بس انڈیکا کے مریض کے لئے خوفناک حالت ہوتی ہے۔

اگاری کس کے مریض کی ذہنی علامات زیادہ اہم ہوتی ہیں اور جسمانی علامات ظاہر ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ ذہنی علامات میں کئی قسم کے خوف پائے جاتے ہیں۔ لوگوں سے متعلق باتیں، مرے ہوئے لوگوں سے متعلق مریض زیادہ سوچتا ہے۔ فرض کریں مریض سونے لگا ہے اور اس نے اپنے اوپر چادر لے لی ہے اگر چادر کا رنگ سفید ہے تو وہ ڈر کے اٹھ جائے گا اور پھر اسے رات بھر نیند نہ آئے گی۔ سفید چادر کی کفن سے مشابہت اس کی نیند اڑا دے گی۔ اسی طرح ایسا شخص جنسی عمل نہیں کر سکتا کہ چار پائی یا بستر کی شکل قبر یا کفن کے مشابہہ نظر آتی ہے اور یہ خوف اسے ہر چیز بھلا دیتا ہے۔

کینسر کا خوف، اسے کینسر ہے یا ہو جائے گا، لیکن اس میں ایک نہایت دلچسپ بات یہ ہے کہ اسے کینسر کی وجہ سے موت کا خوف نہیں ہوتا۔ اسی طرح کینسر کے مریضوں سے بھی خوفزدہ نہیں ہوتا اگر اسے کینسر کے مریضوں کے پاس چھوڑ دیا جائے تو سارا دن ان کی تیمارداری کرتا رہے گا۔ اگاری کس کے مریضوں کو لوگوں

کی تیمارداری کا بہت شوق ہوتا ہے اور اسے مرتے ہوئے لوگوں کی مدد کر کے بہت سکون ملتا ہے لیکن یہ خط پھر بھی رہتا ہے کہ اسے کینسر ہو جائے گا۔

انڈوں سے نفرت، نمک کی خواہش اور حرارت سے تکلیف میں اضافہ اگاری کس کی اہم علامات ہیں۔

اگاری کا جوہر، صحت سے متعلق مرقی پن ہے اور اس علامت پر دوا دینے سے اکثر تکالیف ٹھیک ہو جاتی ہیں۔

☆☆☆

ایگنس کاسٹس

اگر کوئی پوچھے کہ آج کل کے نوجوانوں کی ادویات کون سی ہیں تو میرے ذہن میں فوراً انا کارڈیم، اسٹانی سیکیریا، فلورک ایسڈ، ایگنس کاسٹس اور ار جٹم نائٹرکیم کے نام آئیں گے اور ایگنس کاسٹس ان میں سب سے اوپر ہوگی۔ ایگنس کاسٹس ہمارے عہد اور آنے والے ادوار میں نوجوانوں کی سب سے اہم دوا بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ایک لفظ میں ایگنس کاسٹس کو بیان کرنا ہو تو وہ لفظ ہوگا بے اعتدالیاں اور ظاہر ہے یہ جوان لوگوں میں عام ہیں۔ دور جدید میں جدت کے ساتھ بے اعتدالیاں بہر حال بڑھیں گی اور ساتھ ہی ایگنس کاسٹس کی ضرورت بھی۔ جنسی عمل کی زیادتی، محرک اشیاء و ادویات کا بے تحاشا استعمال، بے خوابی، نیند کا پورا نہ ہونا، خوراک میں بے اعتدالیاں اور دماغی قوت کا بے تحاشہ استعمال۔ ایگنس کاسٹس کے مریض ان تمام یا ان میں سے کسی ایک بے اعتدالی کا تھوڑے یا لمبے عرصے کے لئے ضرور شکار رہے ہوتے ہیں۔

اس کا نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ بہت جلد جوش آتا ہے۔ پیلے پڑ جاتے ہیں۔ خون کی شدید کمی ہو جاتی ہے۔ کام کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے اور غائب الدماغی آ پکڑتی ہے۔ اس مرحلے پر مریض سوچتا ہے کہ اس کی صحت بالکل برباد ہو گئی ہے اور وہ چند دن کا مہمان ہے۔ اسے خیال آتا ہے کہ اس کا پورا نظام شکستہ ہو چکا ہے اور جسم میں توانائی بالکل نہیں رہی۔ اس حالت میں توجہ دینا، پڑھنا یا کسی بھی قسم کا ارتکاز مشکل ہو جاتا ہے۔ اور روزمرہ کے کام کرنا بھی مشکل نظر آتا ہے۔ جنسی عمل کی نااہلیت مزید پریشانی کا باعث بنتی ہے اور مریض دن رات اسی مسئلے پر سوچنے

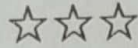
لگتا ہے۔ جنسی عمل اگر کر بھی لیا جائے تو اُسے لذت اور تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ اس حالت میں انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ ان کے اعصاب جواب دینے والے ہیں اور اعضاء رئیسہ نے کام چھوڑ دیا ہے۔ غور کریں اس حالت کو کیا کہا جاسکتا ہے جی ہاں بالکل مراق، مراقی پن اور اپنی صحت سے متعلق شدید تشویش ہو جاتی ہے۔ جنسی خیالات تو بہت آتے ہیں لیکن انتشار نہیں ہوتا اس کو نامردی اور آخر کار مکمل جنسی بے حسی ہو جاتی ہے ہیرنگ اسے یوں لکھتا ہے۔ ”عضو اس قدر ڈھیلا کہ جنسی خیالات کے باوجود انتشار نہیں ہوتا“۔ جنسی صلاحیت کے بے تحاشہ استعمال کے ساتھ ایسی حالت بار بار سوزاک ہونے سے بھی ہو جاتی ہے۔

اسی خرابی کی ایک شکل یہ بھی ہوتی ہے کہ مریض سوچتا ہے کہ وہ اس دنیا میں بالکل بے کار ہے اور اس کی کوئی وقعت نہیں ہے یا پھر اس کے بالکل الٹ کہ وہ ایک بہت عظیم شخص ہے لیکن اس کی قدر نہیں ہو رہی۔ یہ دونوں حالتیں ادل بدل کر بھی آتی رہتی ہیں۔

ایگنس کاسٹس کے زیر اثر عورتوں میں پہلے شدید پاگل کر دینے والی جنسی خواہش ہوتی ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ خواہش مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے جنسی عمل میں کوئی دلچسپی نہیں رہتی اور نہ ہی لذت کا حساس رہ جاتا ہے۔ یہ حالت بہت زیادہ جنسی عمل سے، مستقل پریشانیوں سے اور بہت زیادہ بچے پیدا کرنے سے ہو سکتی ہے۔

ایگنس کاسٹس کی مریضہ پیلی، کمی خون کا شکار، تھکی ہاری، بے چین اور کم ہمت ہوتی ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں پھیلی ہوئی اور روشنی سے بہت حساسیت ہوتی ہے۔ ہاضمہ کمزور، ذرا سی بھاری خوراک کھانے سے معدہ شدید خراب ہو جاتا ہے جسم باہر سے گرم ہونے کے باوجود اندر سے سردی لگتی رہتی ہے اور کپکپی کا احساس مسلسل رہتا ہے۔ پٹھوں میں ڈھیلا پن آ جاتا ہے پیٹ لٹکنے لگتا ہے گو اس میں

دبانے والا یعنی نیچے کی طرح بوجھ کا احساس نہیں ہوتا۔ اعصابی کمزوری کی وجہ سے
سلیشیا کی طرح قبض ہو جاتا ہے یعنی پاخانہ واپس چلا جاتا ہے۔ دودھ پلانے والی
عورتوں کے لئے یہ ایک مفید دوا ہے دودھ اتارتی ہے۔ مختصر ترین الفاظ میں اس کا
جوہر یہ ہے کہ یہ ان جوانوں کی دوا ہے جنہوں نے اپنی ذہنی اور جسمانی توانائیاں
بے اعتدالیوں کے باعث ضائع کر دی ہوں۔



اگنیشیا امارہ

حیران نہ ہوں اگنیشیا کے مریض بچوں میں بھی ہوتے ہیں۔ ایسے بچے جو بہت حساس، ذہین اور جماعت میں ہمیشہ پوزیشن لینے والے ہوں جن کا اعصابی نظام ترقی یافتہ ہو بہت ہوشیار اور اپنی عمر سے زیادہ سوچ بوجھ رکھتے ہوں اگنیشیا کے مریض بن سکتے ہیں۔ ہوتا یوں ہے کہ ایسے بچے مسلسل اور لگاتار دباؤ میں رہتے ہیں۔ مثلاً صبح ایک ہی وقت پر روزانہ اٹھ کر ناشتہ اسکول تیاری اسکول سے واپسی پر ٹیوشن اور پھر رات دیر تک اسکول سے ملا ہوا کام کرتے کرتے سونا اور صبح اٹھتے ہی پھر وہی سلسلہ۔ اس طرح لگاتار گھڑی کی سوئی کی طرح مسلسل کام کی وجہ سے ایک طرح کا دباؤ ان پر ہمیشہ رہتا ہے اور یہی مسلسل دباؤ ایک نہ ایک دن انہیں توڑ دیتا ہے اور اگنیشیا کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

اب ذرا تھوڑی مختلف صورت حال پر غور کریں۔ بچہ ذہین ہے۔ پوزیشن لیتا ہے اور اسے برقرار رکھنا چاہتا ہے اس کے لئے محنت بھی کرتا ہے اور اس وجہ سے دباؤ میں ہے لیکن اگر کسی وجہ سے ایک یا دو ماہانہ امتحانات میں اس کا نتیجہ اتنا اچھا نہیں آتا یا کوئی اور بچہ اس سے زیادہ نمبر لے لیتا ہے تو اس دباؤ میں بہت ہی زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بیماری یا کسی اور وجہ سے بچہ چند دن اسکول نہیں جاسکتا تو باقی تمام پریشانیوں کے ساتھ ساتھ ایک پریشانی یہ بھی ہو جاتی ہے کہ اب وہ پیچھے رہ گیا ہے اور اتنا سارا کام کیسے کرے گا۔

کچھ اسی قسم کی صورت حال ہوتی ہے جب بچہ میں اگنیشیا کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ تکلیف کا آغاز سردرد سے ہوتا ہے اور عام طور پر بچہ چھٹی

کے وقت یا پرچہ دینے کے فوراً کسی اور ذہنی مشقت کے بعد شدید، گھٹن والے سردرد کی شکایت کرتا ہے اس سردرد کو گرمی سے آرام آتا ہے۔ یہ سردرد اگنیشیا کی خصوصیت ہے۔ اس دوران میں بچے کی لکھائی متاثر ہوتی ہے اور اس میں پہلے جیسی صفائی اور نفاست نہیں رہتی یا کوئی باریک بینی کا کام بچہ نفاست سے نہیں کر سکتا۔

اگلے مرحلے میں چہرے پر پریشانی یا تناؤ کا اظہار ہوتا ہے اور بچہ شکل سے پریشان نظر آتا ہے بچہ یا بچی بولتے ہوئے شکلیں بناتے ہیں۔ بولتے ہوئے تلفظ کی غلطیاں کرتے ہیں۔ بولنے میں مشکل ہوتی ہے اور بعض دفعہ چہرے پر رعشہ کی کیفیت نظر آتی ہے جو استاد کی ڈانٹ سے پورے جسم کے رعشہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

اس سے اگلے مرحلے میں بچے میں متلون مزاجی آ جاتی ہے اور اس کا مزاج لمحہ بہ لمحہ تبدیل ہونے لگتا ہے۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ ابھی خوشی ابھی رنجیدہ۔ اس مرحلے میں سب سے اہم علامت شور سے ذکی الحسی ہے۔ بچے کا مزاج شور سے بہت بگڑتا ہے۔ مثلاً وہ کام کر رہا ہے کسی بہن بھائی نے کوئی چیز گرا دی یا دوسرے بچے شور کر رہے ہیں یا کہیں اور سے شور کی آواز آرہی ہے تو بچے کو شدید غصے کا دورہ پڑ جائے گا اور اس دورے کے آخر میں وہ رونے لگے گا۔

غصے کے اس دورے کے بعد بچہ بہت دیر تک کوئی ذہنی کام نہیں کر سکتا۔ سوچنے، پڑھنے یا کسی چیز کو یاد کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

اس سے اگلے مرحلے میں خوف آ جاتا ہے اور امتحان کا خوف کسی انہونی مصیبت کا خوف اور گھر سے نکلنے کا خوف ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ بچہ گھر سے اکیلے نکلنے سے ڈرنے لگے۔

ان سب حالتوں میں اگنیشیا بہترین دوا ہے۔

نوجوانی اور جوانی میں اگنیشیا کے مریض مردوں کے مقابلے میں عورتوں میں پندرہ گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ اب ذرا ایسی نوجوان لڑکی پر غور کریں جس کی عمر ۱۸-۱۹ سال سے ۲۵ سال کے درمیان ہے۔ لڑکی بہت حساس، ذہین قابل اور مہذب ہے۔ معاملہ فہم ہے، فرمانبردار ہے، اور ساتھ ہی نادر خیالات کی مالک رومانوی ہے۔ اسے سچائی، ایمانداری، رکھ رکھاؤ اور بزرگوں کے ادب کا درس دیا گیا ہے۔ اب کالج کے ماحول یا کسی اور تعلیمی ادارے میں اس کے ساتھ کسی وجہ سے امتیازی سلوک ہوتا ہے یا وہ بہت محنت کرتی ہے اور اس کے نمبر کم آتے ہیں اور کم محنت کرنے والیاں اس سے زیادہ نمبر لے لیتی ہیں یا کوئی اور طالبہ ناجائز ذرائع سے اس سے بہت زیادہ نمبر لے لیتی ہے تو اس کا دباؤ میں آ جانا لازمی ہے مگر حساس ہونے کے ساتھ وہ بہت مہذب بھی ہے تو وہ اس غصے اور دباؤ کا اظہار نہیں کرے گی بلکہ اندر ہی اندر اسے برداشت کرتی رہے گی۔

اسی طرح اس کا میرٹ نہیں بنتا یا اس کی مرضی کے ادارے میں داخلہ نہیں ملتا یا اسے سرے سے آگے پڑھنے ہی نہیں دیا جاتا تو بھی یہ دباؤ اسے اگنیشیا کا مریض بنا دیتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ مریضہ کو یہ سب شاق تو گزرتا ہے لیکن وہ اس کا اظہار نہیں کر سکتی اور یوں یہ دبا ہوا غم غصہ فرمانبرداری اور مہذب ہونا اور اندر سے بے چین مل کر وہ علامات پیدا کرتے ہیں جو اگنیشیا کی علامات ہیں۔

تعلیم مکمل ہوگئی اب وہ اپنے قدموں پر کھڑی ہونا چاہتی ہے۔ کسی کا دست نگر نہیں بننا چاہتی۔ فیصلے کرنے کا اختیار چاہتی ہے یا کم از کم اپنی رائے کا احترام کروانا چاہتی ہے اسی طرح ندرت خیال رومانویت کے زیر اثر وہ زندگی کو بھرپور اور خوشگوار انداز سے گزارنا چاہتی ہے لیکن عملی زندگی میں یہ سب ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اب یہ سب اسے مجبور کر دیتا ہے اور پھر اس کی تربیت آڑے آتی ہے اس کے لئے کچھ کہنا ناممکن ہوتا ہے۔ پھٹ پڑنا، چیخ کر غصہ کا اظہار کرنا

اگنیشیا میں بہت کم ہوتا ہے۔ اور عام طور پر شدت سے علامات ظاہر ہونے کے دوران کبھی کبھار ایسا ہو سکتا ہے ورنہ عام طور پر اگنیشیا کی مریضہ سب کچھ برداشت کرتی ہے اور اندر جمع ہونے والا یہ غصہ اسے اگنیشیا کی مریض بناتا ہے۔

فرض کریں ان حالات میں اسے محبت ہوگئی اور اس میں ناکامی ہوگئی یا شادی ہوگئی لیکن (رومینک) نادر خیالات ہونے کی وجہ سے اسے خاوند سے جس قدر توجہ کی امید ہے اتنی توجہ اسے نہیں ملتی اور وہ یہ سب برداشت کر لیتی ہے تو بھی اگنیشیا کی علامات ظاہر ہو سکتی ہیں۔ عملی زندگی، جدوجہد سفید پوشی کا بھرم رکھنے کی کوشش بچوں کے مسائل ان کی ضروریات پوری کرنے کی بھاگ دوڑ اور ایسے بہت سے عناصر آخر کار انسان کو توڑ دیتے ہیں اور اگنیشیا کا مریض بنا دیتے ہیں۔

اگنیشیا کی علامات میں سب سے پہلے برداشت کرنا ظاہر ہوتا ہے۔ مریضہ اظہار نہیں کرتی، ان باتوں کو دل سے لگا کر بیٹھ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اگنیشیا کا مخصوص سر درد ظاہر ہوتا ہے۔ مریضہ سوچتی رہتی ہے اور اپنے تصورات اور توقعات کے پورے نہ ہونے پر اندر ہی اندر کڑھتی رہتی ہے۔ یہ کیوں نہ ہو سکا۔ ایسا کیوں ہوا۔ اس نے یوں کیوں کیا۔ نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ سب ایسے ہی ہیں۔ کسی کو میرا خیال نہیں ہے۔ اس طرح کے خیالات اکثر اس کے ذہن میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ فلاں یوں ہے بس اس نے دھوکہ کیا ہے آئندہ اس کی شکل نہیں دیکھوں گی وغیرہ۔

اس سے اگلے مرحلے میں سسکیاں بھرنا آتا ہے۔ یہاں بھی وہی مسئلہ مریضہ کھل کر رو نہیں سکتی بس سسکتی رہتی ہے اگر رونا چاہے تو اس کی کوشش ہوگی کہ اپنے کمرے میں جا کر کنڈی لگا کر روئے کسی کے سامنے نہ روئے۔

فرض کریں آپ اس سے گفتگو کر رہے ہیں اور اسے ایک دم رونا آ گیا ہے تو بہت کوشش کر کے وہ اس پر قابو پالے گی آنسو پونچھ کر معذرت کر کے بیٹھ جائے

گی گواندر سے بے چینی تو ختم نہیں ہوتی لیکن مریضہ یوں سب کے سامنے رونے کو معیوب سمجھتی ہے۔

رکاوٹ اگلا مرحلہ، پورے جسم کے ہر نظام میں رکاوٹ جذبات پر رکاوٹ، رونے میں رکاوٹ یوں ظاہر ہوتی ہے کہ مریضہ کا گلا رندھا جاتا ہے وہ زور زور سے رونا چاہتی ہے لیکن رو نہیں سکتی۔ چیخنا چاہتی ہے لیکن آواز نہیں نکلتی۔

مزاج کا بار بار بدلنا جو اگنیشیا کی خصوصیت ہے ہر مرحلہ میں پایا جاتا ہے ابھی خوش ابھی رنجیدہ، رونا اور اس میں خودکشی کا سوچنا پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ خیال بار بار آئے تو اس سے دورہ پڑ جاتا ہے۔

اگر آپ اگنیشیا کی مریضہ کو اس قسم کا دورہ پڑنے سے ذرا پہلے دیکھیں تو آپ یقیناً اسے نیٹرم میور دیں گے۔ اگنیشیا کی مریضہ صدمے کے بعد دورہ پڑنے سے پہلے نیٹرم میور کی تصویر ہوتی ہے مگر بعد میں اگنیشیا کی علامات آ موجود ہوتی ہیں۔

ایسے وقت میں آپ انہیں تسلی نہیں دے سکتے تا تسلی و تشفی کے الفاظ سے انہیں پرسکون کیا جاسکتا ہے۔ آپ اسے تسلی دینا چاہتے ہیں تو وہ آگے سے سخت ناراضگی اور غصہ کا اظہار کرے گی ہو سکتا ہے آپ کی بے عزتی بھی کر دے۔ اس مرحلے میں عام چیزوں کے الٹ ہر چیز کا ہونا اگنیشیا کا جوہر ہے۔ جو چیزیں عام لوگوں کو سکون دیتی ہیں اگنیشیا کی مریضہ کو ان سے تکلیف ہوتی ہے۔ آپ اسے تسلی دیتے ہیں اس کا مزاج بگڑ جائے گا۔ آپ اس کا ساتھ دینا چاہتے ہیں وہ سخت غصے کا اظہار کرے گی۔

اسی طرح صدمے کی حالت میں اگنیشیا کی مریضہ بالکل چپ چاپ ہو جاتی ہے نہ روتی ہے نہ بات کرتی ہے اور نہ ہی کسی سی ملنا چاہتی ہے۔ ایسی حالت کسی بھی اچانک صدمے، خصوصاً جب گھریا خاندان میں کوئی موت واقع

ہو جائے تو ہو سکتی ہے۔

اگنیشیا کو ہسٹیریا کی دوا کہا جاتا ہے۔ لیکن ہسٹیریا کی حقیقی ادویات، ویلیئر یا نائیلیم ٹنگ اور ماسکس ہیں۔ جب کوئی کام حسب خواہش نہ ہو سکے تو خود کو اور دوسروں کو اذیت دینا یعنی ہسٹیریا یا اگنیشیا میں بہت کم ہوتا ہے۔ البتہ اس میں دورے پڑ سکتے ہیں۔ لیکن صرف دورہ پڑنا ہسٹیریا نہیں ہے۔ اب صدمے کی حالت میں اگنیشیا کی مریضہ کی گردن اکڑ سکتی ہے۔ اور سارا جسم بھی اکڑ جاتا ہے اس کے پیچھے اگر یہ اسباب موجود ہوں تو اگنیشیا اسے فوراً ٹھیک کر دے گی۔

یہ علامات جب شدت اختیار کر لیتی ہیں تو ان کا اظہار جسمانی سطح پر ہوتا ہے۔ سب سے پہلے معدہ متاثر ہوتا ہے۔ بھوک لگتی ہے لیکن کھانے سے بھوک نہیں مٹتی، پیٹ میں کھوہ پڑتی ہے یعنی کلیجہ بیٹھنے کا احساس جسے کھانے سے تسکین نہیں ہوتی۔

ہاضمہ خراب، اگنیشیا کی مخصوص علامت یہ ہے کہ زود ہضم چیزیں سخت تکلیف دیتی ہیں۔ جبکہ بھاری اور دیر ہضم چیزیں نہایت آرام سے ہضم ہو جاتی ہیں۔ گلا خراب ہو تو گلا خراب کرنیوالی چیزوں سے آرام آتا ہے۔ جسم میں کسی جگہ سوزش ہو جاتی ہے جگہ سرخ ہے آپ اسے چھونے سے ڈرتے ہیں لیکن مریضہ کو سوزش والی جگہ کو زور سے دبانے سے آرام آتا ہے۔ پیٹ میں ریاہ اور گولے کا احساس اور گلے میں گولے کا احساس، جسمانی سطح پر یہ اہم علامات ہیں۔

معدے سے متعلق اہم علامت پھلوں سے شدید نفرت اور پھلوں سے تکالیف میں اضافہ اگنیشیا کی خصوصیت ہے۔

گلا رندھنا، ٹھنڈی آہیں بھرنا اور ٹھنڈی سانس لینا اگنیشیا کی خصوصیت ہے۔ اس اگلے مرحلے میں مریضہ کو جسم کے مختلف حصوں میں پہلے شدید سن ہونے کا احساس ہوتا ہے اور بعد میں فالج بھی ہو جاتا ہے۔

یہ حالت اگر جاری رہے تو علامات اندر کا رخ کرتی ہیں اور زیادہ اہم اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ عورتوں کے ہارمونز کا نظام بگڑ جاتا ہے ماہواری بھی دب سکتی ہے، چہرے پر بال آنے لگتے ہیں اور چہرے سے زنانہ پن ختم ہو جاتا ہے اور مردانہ پن آ جاتا ہے جنس کا احساس مٹ جاتا ہے یہ حالت اگنیشیا کی علامات بہت عرصہ تک جاری رہنے سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔

اگنیشیا دینے سے اکثر سلفر کی علامات ظاہر ہوتی ہیں اور اگنیشیا کی مریضہ اگنیشیا کی حالت پہنچنے سے پہلے یعنی صدے کے نتیجے میں دورہ پڑنے سے پہلے نیٹرم میور کی مریضہ ہوتی ہے۔ اس میں ہائوسائٹس اور لیکسیس کی طرح جلا پاپایا جاتا ہے۔

آخر میں چند الفاظ میں اگنیشیا کا جوہر۔ ایسے لوگ جو حساس ہوں دباؤ میں رہیں اور بہت عرصہ تک غم، دباؤ اور ناگوار چیزوں کو برداشت کرتے رہیں۔ اندر سے رومانیت پسند ہوں اور باہر سے فرمانبردار ہوں یہ سب تضادات مل کر اگنیشیا کی پیتھالوجی شروع ہو جاتی ہے اور اس پیتھالوجی میں سر درد، معدے کی تکالیف ہو جاتی ہیں اور جذباتی سطح پر عدم استحکام واقع ہو جاتا ہے۔ یہ اگنیشیا کا جوہر ہے۔



ایلو مینا

فرض کریں ایک شخص کو جوڑوں کا درد یا دمہ یا ورم مٹانہ ہے۔ ایسا شخص بار بار ان تکالیف کا شکار ہوتا ہے۔ ایک دورہ ختم ہوا اور تھوڑے وقفے کے بعد پھر وہ تکلیف دوبارہ ہو جاتی ہے۔ ایسے میں اس مریض کو اینٹی بائیوٹک درد ہٹانے والے اور سکون آور ادویات بار بار اور لمبے عرصے کے لئے استعمال کروائی جائیں گی۔ جس کا انجام یہ ہوگا کہ وہ ایلو مینا کا مریض بن جائے گا اور ایلو مینا کی انتہائی شدید علامات ظاہر ہو جائیں گی۔ ان علامات میں دماغ سے خیالات کا مکمل طور پر چلا جانا اور کوشش کے باوجود سوال کا جواب نہ دے سکتا شامل ہے۔ فرض کریں آپ نے مریض سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اب وہ آپ کا سوال سن کر جواب دینے کی کوشش کرے گا۔ اس کے چہرے سے کش مکش ظاہر ہوگی جیسے وہ نام یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن کوشش کے باوجود آپ کو اپنا نام نہیں بتا سکے گا اور آخر کار بے بس ہو جائے گا۔ یہ ایلو مینا کی شدید ترین حالت ہے۔ بار بار بیمار ہو کر اینٹی بائیوٹک، دافع درد اور سکون آور ادویات کے بے تحاشہ استعمال کرنے کے علاوہ یہ علامات بہت زیادہ وظائف پڑھنے والوں اور بار بار فالج کے حملے کا شکار ہونے والوں میں دیکھی جاتی ہیں۔ لیکن یہ حالت اچانک اور ایک دن میں نہیں آ جاتی۔ ایلو مینا ایک سست دوا ہے۔ اس کی علامات بھی بہت آہستہ آہستہ آتی ہیں یہ خود بھی بہت آہستہ آہستہ اثر کرتی ہے اور یہ سستی یا کابلی ہر سطح پر پائی جاتی ہے۔

ایلو مینا کو ایک لفظ میں بیان کرنا ہو تو وہ لفظ ہوگا سستی یا کابلی، یہ سستی یا کابلی دماغ اور اعصاب دونوں کو متاثر کرتی ہے۔ اس کے بعد فالج کا مرحلہ آتا

ہے لیکن یہ سب بہت آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ شروع میں بہت عرصہ تک مریض یا مریضہ کو احساس ہی نہیں ہو پاتا کہ اسے کوئی تکلیف بھی ہے۔ ہو سکتا ہے اسے صرف ٹانگیں بہت بھاری محسوس ہوں۔ اس کیفیت کو اکثر کتب میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ مریض کو احساس ہوتا ہے کہ ”گویا ٹانگیں لکڑی کی ہیں“۔ لیکن مریض یہ شکایت بھی اس وقت نہیں کرتا جب تک اسے فالجی کمزوری نہ ہو جائے۔ ذہنی سطح پر یہ کمزوری یوں ظاہر ہوتی ہے کہ مریض چیزوں کو سمجھنے میں بہت سست ہو جاتا ہے اور کوئی کام یا معاملہ سمجھ آ جائے تو اسے یہ سمجھ نہیں آتا کہ اس کام کو کیسے کرے یا اس بات کو کیسے بیان کرے اور اگر وہ کوئی کام کر بھی لے تو بہت آہستہ آہستہ اور سوچ سوچ کر کرتا ہے۔

ذہن کی یہ سستی ”الجھاؤ“ پیدا کرتی ہے جو ایلومینا کی خاص علامت ہے۔ خیالات منتشر، دھندلے اور سایوں کی طرح آتے ہیں۔ مثلاً کسی مریض جسے نگلنے میں دقت ہو رہی ہے، سے پوچھا جائے اسے کیا تکلیف ہے وہ سوچنے لگے گا۔ کوئی فیصلہ نہیں کر پائے گا اور اپنی تکلیف بیان کرنے کے لئے مناسب الفاظ تلاش کرنے لگے گا۔ ”اسے کیا ہو رہا ہے“ بتانے میں مشکل ایلومینا کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت ہے۔ اس قسم کے مریض کے لئے ایلومینا پر پہنچتے پہنچتے معالج بہت ساری ادویات آزما چکا ہوتا ہے اور آخر کار مریض کو ایلومینا دے کر ٹھیک ہوتے دیکھتا ہے۔

یہ ذہنی حالت رفتہ رفتہ ایک خاص ذہنی کیفیت پیدا کرتی ہے جس میں جب مریض بولتا ہے تو سمجھتا ہے کہ وہ نہیں کوئی اور بول رہا ہے بلکہ اس سے زیادہ حیران کن علامت یہ ہے کہ مریض کو احساس ہوتا ہے کہ وہ باتیں دوسروں کے کانوں سے سن رہا ہے گویا ایک اہم علامت ہے لیکن مریض کبھی بھی خود نہیں بتاتا ہو سکتا ہے کسی دوسری علامت کی بنیاد پر ایلومینا کا خیال آئے اور مریض سے آپ یہ

پوچھیں تو وہ کہے گا ”ارے۔ ہاں۔ بالکل یہ ہی مسئلہ ہے۔“

اپنی اس حالت کی وجہ سے مریض نتیجہ نکالتا ہے کہ وہ پاگل ہو رہا ہے۔ یہ پاگل کا خوف نہیں ہے بلکہ اپنی حالت پر غور کرنے سے مریض اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ وہ پاگل ہوتا جا رہا ہے۔ اپنی حالت کی وجہ سے اسے شک تو پہلے ہی ہوتا ہے اب اس حالت میں پہنچنے پر اسے یقین ہونے لگتا ہے کہ وہ پاگل ہو جائے گا۔

ایلو مینا میں پاگل پن کا خوف کوئی خاص نمایاں علامت نہیں ہے اور اگر کوئی مریض بار بار پاگل ہونے کے خوف کا اظہار کرے تو ایلو مینا اس کی دوا ہرگز نہیں ہو سکتی۔

اس سے اگلا مرحلہ مایوسی کا ہے یہ مایوسی خاصی شدید ہوتی ہے۔ مریض سوچتا ہے کہ میرا علاج کسی کے پاس نہیں چھوٹی چھوٹی تکالیف کا شہود سے علاج کرواتا ہے اور معالج پر معالج تبدیل کرتا رہتا ہے اور ٹھیک نہ ہونے پر شدید مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ آرسنک میں مایوسی موت کے خوف سے پیدا ہوتی ہے لیکن ایلو مینا میں مایوسی حقیقی اور بہت گہری ہوتی ہے۔ مریض یا مریضہ حقیقتاً ذہنی مریض ہے خود فراموشی کا شکار ہے۔ یعنی تیزی سے شیزوفرینیا کی حالت آرہی ہے۔

یاد رکھیے کہ ذہنی سستی سے الجھاؤ، الجھاؤ سے خود فراموشی اور صحت یابی سے ناامیدی کی علامات بہت آہستہ آہستہ پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا مرحلہ بہت آہستہ آہستہ آتے ہیں اور اکثر حالت تبدیل ہونے کے ساتھ اعصابی نظام بھی متاثر ہو جاتا ہے یہ حالت عام طور پر تھکے ماندے لوگوں یا پھر بوڑھوں کی جو مسلسل بیمار رہنے سے یا بڑھاپے کے باعث تھک چکے ہوں عام طور پر ایلو مینا بوڑھے کی دوا ہے۔ اب یہ بڑھاپا چاہے واقعی بڑھاپا ہو یا پھر مسلسل بیمار رہنے سے لاغری آگئی ہو دونوں صورتوں میں ایلو مینا کی علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔

اب احساسات کی طرف آتے ہیں۔ ایلو مینا میں اندرونی طور پر شدید

عجلت پسندی ہوتی ہے۔ کینٹ نے میٹریا میڈیکا میں اس پر بہت زور دیا ہے تاہم ریپرٹری میں ایلومینا کو عجلت پسندی کی عام ادویات میں لکھا ہے۔ کینٹ کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ مریض کوئی بھی کام جلدی نہیں کر سکتا اس لئے اسے ہر بیرونی چیز کی حرکت سے محسوس ہوتی ہے اس لئے اس میں عجلت پسندی آ جاتی ہے اس علامت کی بنیاد یہ احساس ہے۔ وقت بہت آہستہ آہستہ گزرتا ہے۔ مریض خود تو بظاہر بہت سست نظر آتا ہے لیکن اندر سے محسوس کرتا ہے کہ وقت بہت آہستہ آہستہ گزر رہا ہے۔ آدھا گھنٹہ گزارنا اسے پورا دن گزارنے کے برابر لگتا ہے۔

احساسات کی سطح پر جیسے جیسے یہ تکلیف بڑھتی ہے تو اس عجلت پسندی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مریض کو محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ کوئی بھی کام وقت پر نہیں کر سکے گا۔ وہ کام وقت پر ختم کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے لیکن چونکہ اس کا دماغ ہی سست ہو چکا ہے اس لئے کوئی کام بھی مقررہ وقت میں مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اب مریض کو کام کرتے ہوئے مسلسل یہ خوف دامن گیر رہتا ہے کہ وہ یہ کام وقت پر نہیں کر سکے گا۔ اس حالت کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ مریض کو انہونی کا ڈر لگا رہتا ہے۔ یہ خوف کہ کچھ ہونے والا، کوئی حادثہ، کوئی مصیبت۔

اگلا مرحلہ ڈپریشن کا آتا ہے جس کے ساتھ خودکشی کا جنون ہوتا ہے، ایلومینا میں چاقو یا خون دیکھنے سے خودکشی کا خیال آتا ہے۔ پلاٹینا، آرسینیکم اور مرک سال میں بھی یہ علامت ہوتی ہے۔ لیکن ان ادویات میں دوسروں کو قتل کرنے کی خواہش ہوتی ہے جبکہ ایلومینا میں خود کو مارنے کی خواہش ہوتی ہے۔

ایلو مینا کے ڈپریشن میں ایک قسم کا ملال اور ناامیدی ہوتی ہے۔ مریض کو کوئی امید نظر نہیں آتی۔ مریض معالج سے اپنی تکالیف بھی سرسری انداز میں بیان کرے گا۔ ایسا مریض یا مریضہ علامات بتاتے ہوئے نہ تو روتی دھوتی ہے اور نہ ہی علامات پر زیادہ زور دیتی ہے۔ بس سرسری انداز میں اپنی تکالیف بتاتی جاتی ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ مریضہ یا مریض نے بیمار رہ کر اپنی حالت پر پریشان ہونا چھوڑ دیا ہے۔ اپنی پرواہ نہ ہونا اور دماغی سستی مل کر مریض کی حالت ایسی بنا دیتے ہیں کہ اس کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اس کا اپنا کوئی ارادہ یا مرضی ہے ہی نہیں اور مریض جو کچھ کر رہا ہے اپنی مرضی یا ارادے سے نہیں کر رہا۔ ایسا مریض اگر آپ کے سامنے بیٹھا ہو تو اس کی شکل سے آپ کو محسوس ہوگا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ میں آخر یہاں کیوں آ گیا ہوں۔ لیکن اگر آپ بات شروع کریں وہ آہستہ آہستہ اپنی تکلیف بتانے لگے گا۔ یعنی پہلے بالکل لا تعلق بیٹھا ہوگا آپ اس سے پوچھنا شروع کر دیں تو وہ بتانے لگے گا۔ کاپلی جسمانی سطح پر بھی اپنا اثر دکھاتی ہے اور مریض پہلے سستی پھر کمزوری اور آخر کار جسمانی فاج محسوس کرنے لگتا ہے۔

ایلو مینا کی کمزوری ہر جگہ اپنا اثر دکھاتی ہے جس طرح ذہنی سطح پر یوں ہوتا ہے کہ مریض اپنا مدعا بیان کرنے کے لئے مناسب الفاظ ڈھونڈنے کے لئے ذہن پر زور دیتا ہے مگر اسے مناسب لفظ مل نہیں رہے ہوتے یعنی وہ دماغ پر زور دیتا ہے لیکن وہاں سے جواب آنے میں بہت دیر لگتی ہے بالکل اسی طرح جسمانی سطح پر اس کا اظہار ایلو مینا کی قبض میں ہوتا ہے۔ ایلو مینا کی قبض مشہور ہے۔ کینٹ نے اسے یوں لکھا ہے۔ ”پاخانے کے لئے اس قدر زور لگانا پڑتا ہے کہ مریض کہے گا پاخانے کے لئے بیٹھے بیٹھے بہت انتظار کرنا پڑتا ہے۔ کئی دن سے پاخانہ نہیں آیا ہوتا۔ حاجت محسوس ہوتی ہے زور لگانے کے باوجود مقعد بالکل زور نہیں لگاتا پیٹ کے پٹھوں کو بہت زور لگانا پڑتا ہے۔ اگر کوئی چیز موجود ہو تو مریض اسے پکڑ کر زور لگاتا ہے اور آخر کار پسینہ پسینہ ہونے کے بعد نرم پاخانہ خارج ہوتا ہے جس سے تسکین نہیں ہوتی اور لگتا ہے ابھی اور پاخانہ آئے گا۔“

مثانہ کا بھی یہی حال ہوتا ہے اور کافی دیر بیٹھنے کے بعد پیشاب آنا شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح خوراک کی تالی میں یہ احساس ہوتا ہے کہ خوراک ایک جگہ رک

گئی ہے اور آگے نہیں بڑھ رہی۔

ایلو مینا کا فالج جو کہ ٹانگوں سے شروع ہوا تھا اب سارے جسم کو اپنی پلیٹ میں لے لیتا ہے۔ بازو اور ٹانگوں پر کنٹرول نہیں رہتا اور مریض پوری کوشش کے باوجود ان پر قابو نہیں پاسکتا۔ چلتے ہوئے لگتا ہے بازو اور ٹانگوں پر مریض کا اختیار نہیں ہے اور ان میں ربط نہیں ہے بالکل اسی طرح مریض کا مقعد اور مثانے پر بھی اختیار نہیں رہتا۔

اکثر کسی عضو میں کمزوری سے پہلے سن ہونے کا احساس ہوتا ہے خصوصاً پاؤں کے تلوے سن ہو جاتے ہیں یعنی یہاں سے دماغ کی طرف احساس جانے کا عمل سست ہو جاتا ہے اوپیم اور کوکولس کے مریض کی طرح ایلو مینا کا مریض بھی پاؤں میں سوئی چھونے پر کچھ دیر کے بعد رد عمل ظاہر کرتا ہے۔

ایلو مینا میں خاص قسم کے چکر ہوتے ہیں جو اکثر اعصابی مریضوں میں نظر آتے ہیں مریض آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ آنکھیں بند کرنے پر اسے چکر آتے ہیں۔ اگر کھڑا ہے تو آنکھیں بند کرنے پر مریض گرنے لگے گا یا لڑکھڑا جائے گا اس لئے کہ اعصاب کو دماغ سے آنکھیں بند ہونے کے بعد کھڑا رہنے کی مطلوبہ معلومات کے لئے بہت زیادہ وقت لگتا ہے اور اس دوران میں مریض گر پڑتا ہے۔ اب ایلو مینا کی ہر طرح سے تشریح ہو چکی ہے اور اس طرح ایلو مینا کی ہر علامت کو دیکھ لینا ممکن ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ پیش گوئی بھی آسان ہوتی ہے کہ ایلو مینا کی پرووٹنگ میں کیا علامات ظاہر ہوں گی ایک دفعہ بنیادی جوہر سمجھ آ جائے تو باقی باتیں خود بخود سمجھ آ جاتی ہیں۔

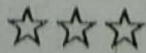
اب آپ خود ہی بتا سکتے ہیں کہ ایلو مینا کی جنسی علامات کیا ہوں گی۔ کمزوری اور کنٹرول نہ رہنے کی علامات سے ظاہر ہے کہ ایلو مینا کے مریض کو خواہش نہیں ہوگی۔ انتشار بہت کمزور ہوگا اور اعضاء ڈھیلے ہی رہتے ہیں۔

ایلو مینا بار بار ہونے والے زکام کی اہم ترین دواؤں میں سے ایک ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اصل میں ایسا آبی جھلیوں کے اعصاب کے فالج کی وجہ سے ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہاں خون کم اور سستی سے پہنچتا ہے اور آبی جھلیاں خشک رہتی ہیں۔ اعصاب مفلوج ہونے کی وجہ سے موسم کی تبدیلی کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ لہذا ہر دفعہ سردی لگنے پر مریض شدید بیمار پڑ جاتا ہے۔ اعصاب کا یہ کمزور رد عمل ہی بار بار زکام ہونے کی وجہ ہے اور ایسا اس قبیل کی دوسری ادویات میں بھی ہوتا ہے۔ مثلاً سلیشیا، ٹیوپرکولینم، سلفر، گریفائیٹس اور مرکسال میں بھی ہوتا ہے۔

ایلو مینا کی چند اور اہم علامات یہ ہیں۔ نظر کی کمزوری جس کی وجہ سے آنکھ کے پٹھوں کی کمزوری ہوتی ہے۔ جلد انتہائی خشک ہوتی ہے۔ بغیر دانوں کے خارش، جلد، ناک اور گلے میں خشک کھرٹہ بنتے ہیں ساری آبی جھلیوں سے اخراج ہوتا ہے ناک، مثانہ، اندام نہانی سے بلغم خارج ہوتا ہے۔ جن میں پیپ پڑنے کا رجحان بھی ہوتا ہے۔ دائیں طرف کا فالج بھی ایلو مینا کی اہم علامت ہے۔

ایلو مینا کی علامات صبح کے وقت بڑھتی ہیں۔ دن بھر مریض بہتر رہتا ہے تاہم سورج غروب ہوتے ہی علامات میں نمایاں کمی ہو جاتی ہے۔ ایلو مینا کی علامات آلو کھانے سے بڑھتی ہیں اور اسی طرح نشاستہ والی اشیاء کھانے سے بھی بڑھتی ہیں۔ ایلو مینا سستی سے فالج کی طرف بہت آہستہ آہستہ بڑھتی ہے اسی طرح اس کا مریض ٹھیک بھی بہت آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ خصوصاً جب عضویاتی تبدیلیاں واقع ہو چکی ہوں تو ایلو مینا دے کر کافی دیر انتظار کرنا چاہیے۔

آخر میں ایلو مینا کا جو ہر چند سطروں میں یہ ہے کہ اس کے مریض کو ہر سطح پر سستی کا سامنا ہوتا ہے۔ جو بتدریج فالجی کمزوری اور آخر کار فالج میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ فالج دماغی سطح پر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ مریض خود فراموش ہو جاتا ہے۔



اورم میٹلیکم

اورم میٹلیکم کا بنیادی نکتہ ”ڈپریشن“ اور زندگی سے بے زاری ہے ظاہر ہے ایسا شخص زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ یہ علامت اورم کے ہر مریض میں ہوتی ہے چاہے وہ اس کا کھلے دل سے اقرار کرے چاہے نہ کرے لیکن یہ علامت ہوتی ضرور ہے۔ اورم کے مریض گھٹے ہوئے ہوتے ہیں اور اپنے اندرونی جذبات کا اظہار آسانی سے کرنے کے اہل نہیں ہوتے۔ ہو سکتا ہے کہ اپنی حالت بتاتے ہوئے وہ بار بار ڈپریشن کا لفظ استعمال کریں لیکن انہیں کیا مسئلہ ہے اور ان کی اندرونی کیفیت کیسی اور کیا ہے یہ وضاحت وہ کبھی نہیں کر سکتے۔ اورم کا مریض اپنی بیماری کے دوران بہت سے مراحل سے گزرتا ہے لیکن ہر مرحلے بلکہ شروع سے آخر تک وہ لوگوں سے، دنیا سے لئے دیئے ہی رہتا ہے۔

اورم کے مریض خود کو دنیا سے الگ تھلگ سمجھتے ہیں ان میں خود تک محدود رہنے کا رجحان ہوتا ہے۔ ان کے قریبی دوست نہیں ہوتے بلکہ ان کے دکھ سکھ کا کوئی سانجھی نہیں ہوتا جس سے وہ غم یا دکھ کی حالت میں جا کر باتیں کریں اور اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکیں۔ کالی کارب کی طرح یہ لوگ معاملات میں بہت با اصول ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ایماندار، دیانت دار، صاف گو اور ذمہ دار ہوتے ہیں اور کبھی بھی کسی کو دانستہ نقصان نہیں پہنچاتے اور نہ ہی کسی سے زیادتی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ عام طور پر بہت ذہین، محنتی اور نتیجتاً بہت کامیاب لوگ ہوتے ہیں اور اکثر معاشرے میں اہم مقام حاصل کر لیتے ہیں۔

اگر کوئی بچہ پیدائشی طور پر اورم کا مریض ہے تو اس کی علامات براہِ کارب

سے ملتی جلتی ہوں گی۔ اورم کا مریض بچہ غیر نشوونما یافتہ بچہ ہوتا ہے اور نشوونما میں یہ کمی صرف قد یا وزن کی حد تک ہی نہیں ہوتی بلکہ ہر معاملے میں یہ کمی واضح اور نمایاں نظر آتی ہے۔

اورم کا مریض بچہ اگر ۵ سال کا ہے تو تین سال کا نظر آئے گا۔ ان میں اکثریت لڑکوں کی ہوتی ہے اور وہ کسی نہ کسی طرح سے نشوونما کی شدید کمی ظاہر کرتے ہیں مثلاً خضیوں کا نہ اترنا یا عضو کا مکمل طور پر نہ بننا۔ یہ کمی اس امر کی علامت ہوتی ہے کہ بچے کی نشوونما مکمل اور مناسب طرح سے نہیں ہو رہی۔ گویا ظاہر بچے کی نشوونما بالکل ٹھیک ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

اورم کے مریض بچے ہمیشہ زندگی کے جوش و جذبے سے محروم اور خالی نظر آتے ہیں۔ وہ ہمیشہ قابل رحم حد تک سست زندگی اور کچھ کر گزرنے کی رمت سے محروم نظر آتے ہیں۔ ان میں کسی کام کو کرنے کی جرات، حوصلہ اور خواہش نہیں ہوتی اور کوئی قدم اٹھانا انہیں سخت مشکل اور خوفناک لگتا ہے۔

اورم بچے کے بارے میں اسکول سے یہ ہی اطلاع آتی ہے کہ بچہ پسماندہ اور کمزور حافظے کا مالک ہے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ اس طرح کے بچے اپنی تمام تر کاہلی کے باوجود اپنی تردید برداشت نہیں کر سکتے۔ بچے کی بات کو اگر ٹوک دیا جائے یا اس کی رائے کے خلاف کوئی رائے دے دیں تو بچہ بھڑک اٹھتا ہے آگ بگولہ ہو جاتا ہے اور یہ تردید واحد چیز ہے جو ایسے بچوں کو متحرک کر سکتی ہے اور کرتی ہے۔

اورم بچوں کی ایک اور حیران کن علامت یہ ہے کہ ایسے بچے درد سے بہت حساس ہوتے ہیں۔ شور سے بہت حساس ہوتے ہیں اور ان کی خوشبو یعنی سونگھنے کی حس اور ذائقہ کی حس بھی بہت تیز ہوتی ہے۔ گویا ان معاملات میں ان کا دماغ خوب چلتا ہے۔

انہیں بار بار نزلہ ہو جاتا ہے جو ہر دفعہ لمبے عرصہ تک چلتا ہے۔ گھٹے پڑے رہتے ہیں ٹانسو میں پیپ پڑ جاتی ہے اور ان سے سخت بدبو آتی ہے۔ اسی طرح ایڈیٹائیڈ غدود بڑھے رہتے ہیں اور ناک سے بدبودار مواد خارج ہوتا رہتا ہے یہ سوزش ناک سے کان تک بھی پھیل جاتی ہے اور کان بار بار بہنے لگتے ہیں اور ان سے چپکنے والا بدبودار مواد بہتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے کان کے پردے میں سوراخ ہو جاتا ہے۔

ایسے بچوں کو اگر ڈانٹا جائے یا کسی کام کے لئے دباؤ ڈالا جائے تو انہیں گھٹن ہو جاتی ہے سانس رک جاتا ہے اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ بغیر کسی جسمانی تکلیف کے سانس لینے میں مشکل ہونے لگے۔

اسی طرح اگر ان کی کوئی بات مانی نہ جائے یا کوئی خواہش پوری نہ ہو تو وہ شدید مایوس ہو جاتے ہیں یہ مایوسی انہیں کئی دن تک اداس رکھتی ہے۔ عام بچے جس معاملہ کو عام ہی بات سمجھ کر چند دن میں بھول جاتے ہیں اورم کے مریض بچے اسے ہفتوں یاد اور اپنے لئے اداسی کا سبب بنائے رکھتے ہیں۔ اورم کے مریض بچوں میں رات کو بغیر جاگے نیند میں رونے کا رجحان ہوتا ہے۔

ذرا بڑے عمر کے بچے اگر اورم کے مریض ہوں تو ان میں عام طور پر ڈپریشن کم ہی دیکھنے میں آتا ہے اس کے بجائے بچے ضرورت سے زیادہ سنجیدہ، ذمہ دار اور چڑچڑے ہو جاتے ہیں۔ مزاج بار بار بدلنے لگتا ہے اور بچہ کبھی کبھی غصہ کا دورہ بھی پڑ جاتا ہے اور یوں بچہ روتا یا بڑبڑاتا رہتا ہے۔

بڑوں میں اورم کی علامات کا آغاز اداسی سے ہوتا ہے وہ زندگی کے بارے میں بے تسکین اور غیر مطمئن ہو جاتے ہیں خصوصاً معاشرتی اور ذاتی تعلقات کے بارے میں انہیں بے اطمینانی ہوتی ہے۔ اورم کے مریض گھٹے ہوئے ہوتے ہیں اور آسانی سے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار نہیں کرتے۔ یوں سمجھیں کہ

جذبات کی سطح پر وہ خاصے کمزور ہوتے ہیں اور ان کے جذبات اتنے شدید نہیں ہوتے کہ وہ انہیں واضح طور پر شدت سے بیان کریں وہ دوسروں کے احساسات سے فوراً متاثر ہو جاتے ہیں لیکن خود اپنے احساسات نہیں بیان کر سکتے۔

جس طرح بچپن میں اورم کا مریض بچہ تردید برداشت نہیں کر سکتا اسی طرح بڑا ہو کر اس میں تنقید برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ اورم کا مریض اپنے بارے میں دی گئی رائے کو بہت سنجیدگی سے لیتا ہے۔ اگر کسی نے اس کے بارے میں کوئی سخت بات کہہ دی تو اب وہ اسے کسی صورت میں بھولنے، معاف کرنے یا نظر انداز کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ اورم کا مریض یہ مانے گا کہ دوسروں کو آزادانہ رائے دینے کا حق ہے یا یہ کہ جب اس شخص نے اسے سختی سے کچھ کہا اس کا مزاج اچھا نہ تھا۔ وہ پریشان تھا اور کسی وجہ سے اس پر دباؤ تھا لیکن یہ سب جاننے اور ماننے کے باوجود مریض کہے گا کہ اب اس سے تعلق قائم نہیں رہ سکتا۔ بس اب دوستی ختم۔ اب تعلق برقرار رکھنے کا ہر امکان ختم ہو گیا ہے۔ وہ یہ کبھی نہیں مانے گا کہ فلاں شخص نے اُس کے بارے میں کوئی بات ایسے ہی کہہ دی تھی اس کا خیال ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص کوئی بات ایسے ہی نہیں کہہ دیتا۔ ہو سکتا ہے کہ ذہین ہونے کی وجہ سے وہ اس بات کو اچھی سمجھتے ہوں کہ ان کی رائے غلط ہے اس کے باوجود بات کو دل میں بٹھا لیتے ہیں۔ یہ دل میں بٹھا لینا یا دل میں رکھ لینا ہی اصل محاورہ ہے جس سے اورم کے مریض کی اس کیفیت کو سمجھا جاسکتا ہے۔

سارہ شگفتہ نے قمر جمیل کے نام اپنے ایک خط میں ایک جملہ لکھا ”میرے اندر بہت سناٹا ہے“۔ اورم کے مریض کی اندرونی حالت یا ذہنی کیفیت کو اس سے بہتر انداز سے شاید ہی کسی نے بیان کیا ہو۔ اس مرحلے میں ہوتا یوں ہے کہ زودرنج ہونے کی وجہ سے اورم کے مریض ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں جب انہیں کسی بھی معاشرتی یا جذباتی تعلق سے کوئی تحریک نہیں ملتی زندگی لطف اور مزے سے بالکل

خالی ہو جاتی ہے، کوئی بات، کوئی بھی معاملہ انہیں جوش دلانے یا متحرک کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا۔ (اندر بہت سناٹا ہے) یہ جملہ اس مرحلے کی کیفیت کو بہتر انداز سے بیان کرتا ہے۔

فرض کریں کہ ایک شخص بہت امیر ہے اور اس نے اپنی دولت کو دوستوں ساتھیوں اور رشتہ داروں پر کھلے دل سے لٹایا ہے لیکن اس کے بدلے میں لوگوں سے رکھی گئی اس کی توقعات پوری نہیں ہوتیں تو اس کا مایوس ہونا اور رنجیدہ ہو جانا بالکل فطری ہے اورم کے مریضوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ یعنی کہ اورم کے اکثر مریض بہت دولت مند ہوتے ہیں اپنی دولت کی حد تک اور پیسے دینے کے لحاظ سے اپنے ملنے والوں کا بہت خیال رکھا ہوتا ہے لیکن یہ لوگ کسی کی جذباتی سطح پر مدد نہیں کر سکتے۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ آپ نے جس کی مدد کی ہو وہ آپ کو کام پڑنے پر آپ کی توقعات پر پورا نہیں اترتا۔ اورم کے مریض کو ایسے وقت سخت مایوسی آ لیتی ہے۔ اس دکھ یا مایوسی کے زیر اثر وہ مستقل ایک دباؤ کی کیفیت میں رہتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ بہت ذہین اور منطقی انداز میں سوچنے والے ہوتے ہیں اس لئے ان منفی خیالات کو دبانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ اس کوشش میں اگر وہ کامیاب ہو بھی جائیں تو ان کا مزاج خراب ہو جاتا ہے۔ طبیعت میں ٹھہراؤ اور سکون نہیں رہتا اور مزاج بار بار بدلنے لگتا ہے۔

اسی مرحلے کے دوران اورم کے مریض شام کو بہتر ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ عام طور پر ڈپریشن کے مریضوں کی طبیعت شام کے وقت زیادہ خراب ہو جایا کرتی ہے اور ان کے لئے عصر اور مغرب کا درمیانی وقت گزارنا مشکل ہے لیکن اورم کے مریض عموماً اور خصوصاً اس مرحلے کے دوران شام کے وقت خود کو بہت بہتر محسوس کرتے ہیں۔ دن بھر مریض خود کو غیر مطمئن، بے یقین، چڑچڑے، خود داری سے محروم اور اپنے پیشے میں نا اہل تصور کرتے ہیں۔ لیکن جوں جوں شام

ہوتی جاتی ہے ان کی طبیعت بہتر ہوتی جاتی ہے ان کی خودداری لوٹ آتی ہے اور جذباتی کشمکش کافی حد تک کم ہو جاتی ہے حتیٰ کہ سورج ڈوبتے ہی ان کی کایا کلپ ہو جاتی ہے اور ان کا دماغ بھی بہت بہتر انداز میں کام کرنے لگتا ہے۔ یہ علامت اورم کو سپیا اور میڈھورینم کے قریب لے آتی ہے تاہم اورم کے بعض مریض شام کے وقت اپنی علامات میں اضافہ بھی محسوس کرتے ہیں یا یوں کہیں کہ اورم سے اگر جو ہر ملتا ہو تو ڈپریشن میں شام کے وقت افاقہ اور اضافہ دونوں چیزیں محسوس کرنے والے مریضوں کو ٹھیک کرتا ہے۔

اس سے اگلے مرحلے میں یہ ہوتا ہے کہ مریض کی اپنی منفی خیالات کو دبانے کی کوشش ناکام ہو جاتی ہے اور منفی خیالات اور ان کے دبانے کی جنگ اور اس جنگ میں ناکامی شدید غصے اور انتہائی چڑچڑے پن کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کیفیت کے دوران مریض کے جو منہ میں آئے وہ کہہ دیتا ہے۔ اس مرحلے میں جب مریض کسی سے بات کر رہا ہو تو لگتا ہے کہ وہ بے رحم اور بد لحاظ ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ مریض گالیاں یا طعنے یا بد دعائیں دینے لگے کہ اورم کے مریض کا مزاج عموماً ایسا نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود وہ سخت اور اشتعال انگیز باتیں کہہ جاتے ہیں۔

اس کیفیت پر قابو پانے کے لئے اورم کے مریض ذہنی طور پر زیادہ سے زیادہ مصروف رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اورم کا مریض ویسے بھی محنتی اور جفاکش ہوتا ہے لیکن اس مرحلے میں وہ پاگلوں کی طرح خود کو مصروف رکھتے ہیں اور یہ بے تحاشہ کام اس کو جذباتی سطح پر بے چینی سے بچاتا ہے۔ گویا کام اور بہت زیادہ کام اپنی جذباتی بے چینی سے فرار کا ایک راستہ ہے۔

اب شدید مایوسی کا مرحلہ آتا ہے اگر مرحلہ میں مریض سوچتا ہے کہ وہ زندگی میں مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے اور اس نے لوگوں میں اپنی قابلیت اور کامیابیوں کی جھوٹی دھاک بٹھائی ہوئی ہے لوگ خواہ مخواہ اس سے متاثر ہو جاتے

ہیں ورنہ وہ ہر معاملے میں ناکام ہے۔ اس کے ساتھ اسے خیال آتا ہے کہ معاشرے میں اسے جو مقام، عزت، دولت اور ذمہ داریاں حاصل ہیں وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ ”مجھے جینے کا کوئی حق نہیں ہے کہ مجھے نہ کوئی کام کرنا آتا ہے اور نہ لوگوں سے تعلقات نبھانے کا ڈھنگ آتا ہے۔“ اسے خیال آتا ہے وہ ہر معاملے میں اور ہر بات پر خود کو کھو رہا ہے۔ اس مرحلے میں مریض لوگوں کی ذرا ذرا سی اور راہ چلتے کبھی ہوئی باتوں کا برا منانے لگتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی بہت ہی معمولی بات پر مریض غصہ میں آئے اور کھڑکی سے کود کر جان دے دے اور اس کی اس حرکت پر ہر کوئی حیران پریشان اور ہکا بکا رہ جائے۔ ایسا کرنے کے لئے کسی بہت بڑے مسئلے کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ ہر کام ٹھیک ٹھاک ہو رہا ہو لیکن مریض اس کے باوجود خودکشی کر لے۔ یہ نکتہ یاد رکھیں کہ خودکشی کرنے کے بیرونی یا خارجی اسباب نہیں ہوتے کیونکہ ہر قسم کے حالات میں عام لوگ زندہ رہتے ہیں اور رہ رہے ہیں اورم کے مریض خارجی حالات سے نہیں بلکہ اپنے اندر بیماری اور بیمار سوچ کے پاتھوں خودکشی پر مجبور ہوتا ہے اور لوگ سوچتے رہ جاتے ہیں کہ آخر اسے تکلیف کیا تھی لیکن وہ اس کی اندرونی اذیت ناک کیفیت سے آگاہ نہیں ہوتے۔

اس سے اگلے مرحلے میں مصروف رہ کر پریشانی سے بچنے کی حکمت عملی ناکام ہو جاتی ہے اور مریض شدید ڈپریشن، غم گینی اور دکھ کا شکار ہو جاتا ہے اسے شدید ترین مایوسی ہو جاتی ہے اور کوئی امید نظر نہیں آتی۔ ہر طرف مایوسی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جاتا ہے اور امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ ان کی امیدوں کا سورج ڈوب چکا ہوتا ہے اور انہیں جینے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔

اس مرحلے میں تمام تر خرابی جو پہلے کبھی غصے، کبھی غم اور کبھی چڑچڑے پن کی شکل میں ظاہر ہو رہی تھی اندر کا رخ کر لیتی ہے اور مریض مستقل خودکشی کا سوچنے

لگتا ہے۔ انہیں سوائے دکھ اور رنج کے سوا کچھ بھائی نہیں دیتا۔ وہ اس وقت مایوس کی آخری حدوں پر ہوتا ہے یا یوں کہیے کہ ایک انسان جتنا زیادہ سے زیادہ مایوس ہو سکتا ہے یہ مریض اتنا مایوس ہوتا ہے۔

آپ نے اکثر ایسے واقعات سنے ہوں گے کہ فلاں شخص نے اپنے خاندان سمیت خودکشی کر لی کیونکہ اسے ڈر تھا کہ اس کی نوکری چھن جائے گی۔ یہ لوگ واضح طور پر اورم کے مریض ہوتے ہیں۔ دیکھیں نوکری کی نہیں صرف اس کا ڈر ہے اور اس شخص نے اپنی اور اپنے خاندان کی زندگی ختم کر لی ہے۔ یہ بھی دلچسپ بات ہے کہ اورم کے مریض پیسے کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ اپنی مالی حیثیت ان کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ ان کی اس قدر جفاکشی اور محنتی ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ اپنی مالی حیثیت مستحکم کرنے کے لئے وہ گھنٹوں جان توڑ محنت کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے ذہن سے یہ خیال چپکا رہتا ہے کہ وہ اس کچھ کے جو انہیں حاصل ہے مستحق نہیں ہیں۔

اورم کے مریضوں کے بارے میں مشہور ہے کہ انہیں اونچی جگہوں سے کود کر جان دینے کا جنون ہوتا ہے۔ اصل میں مریض جب بھی کسی اونچی جگہ ہوتا ہے اسے یہ خیال اپنی گرفت میں لے لیتا ہے کہ ”بس لگاؤ ایک چھلانگ اور سارا جھنجھٹ ختم ہو جائے گا“۔ انہیں اصل میں یہ خط ہوتا ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے چھلانگ لگا دی تو انہیں سب مصیبتوں سے نجات مل جائے گی۔

آج کل اس جنون نے یہ شکل اختیار کر لی ہے کہ مریض گاڑی میں بیٹھے گا اور اسے آخری حد تک ممکنہ تیز رفتاری سے چلائے گا یا اسے یہ خیال بار بار آئے گا کہ وہ گاڑی کسی ستون یا پل سے دے مارے۔ تیز رفتاری کے پیچھے بھی یہ خیال کارفرما ہوتا ہے کہ اس طرح اس کا گاڑی پر قابو نہیں رہے گا اور گاڑی بے قابو ہو کر کسی چیز سے ٹکرا جائے گی اور قصہ ختم ہو جائے گا روز روز کا ٹٹا ختم ہو جائے گا۔

اورم کا مریض کیا ہوتا ہے بس ایک زندہ لاش۔ تکلیف جذباتی سطح سے شروع ہوتی ہے اور ذہن اور ارادے کو مکمل طور پر تباہ کر دیتی ہے اورم کی تکلیف ایک اور شکل میں بھی ظاہر ہو سکتی ہے ہوتا یوں ہے کہ اورم کے بعض مریض ذہن اور معقول ہونے کی وجہ سے خودکشی کے خیالات پر تو جیسے تیسے قابو پا لیتے ہیں لیکن انہیں مذہبی جنون ہو جاتا ہے۔ اب خودکشی کا جنون یہ شکل اختیار کر لیتا ہے کہ وہ شہادت کی دعائیں مانگنے لگتے ہیں۔ دعاؤں کے ساتھ انہیں رونا آتا ہے اور اس سے ان کی تکالیف کم ہو جاتی ہیں۔ اس طرح گھنٹوں رو رو کر دعائیں مانگنے سے ان کے دکھ اور غم میں خاصی کمی آ جاتی ہے۔

جارج و تھو لکس نے اپنے ایک ہم مکتب کا ذکر کیا ہے جسے خسیوں میں سو جن اور درد تھا مریض نہایت نفیس اور متین شخص تھا اور اس نے اپنے رویے سے کبھی جذباتی کشمکش کا تاثر نہیں دیا تھا۔ اس نے بہت سے ہومیو پیتھک معالجین سے علاج کروایا۔ کلیمپٹس، روڈوڈنڈران اور کئی اور ادویات دی گئیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

آخر کار اس نے جارج و تھو لکس سے رابطہ کیا اور اپنی علامات کے آخر میں کہا کہ ”آپ کو معلوم ہے کہ میں عیسائی ہوں یہ مجھے اچھا لگتا ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ روزانہ رات کو مجھے ایک دو گھنٹے عبادت کرنا پڑتی ہے اور پھر سوتا ہوں میں یہ عبادت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مزید استفسار پر اس نے بتایا کہ وہ اداس تو رہتا ہے لیکن کبھی خودکشی کا نہیں سوچا۔ اورم دینے سے پہلے چند گھنٹے تکلیف میں اضافہ ہوا اور پھر تین دن کے اندر وہ مکمل طور پر ٹھیک ہو گیا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اورم کے مریضوں میں جذباتی تکالیف اور دل کی بیماریاں ادل بدل کر آتی ہیں۔ فرض کریں کہ اس نے اپنے جذباتی مسائل کا حل کسی نہ کسی طرح اور کسی نہ کسی چیز میں تلاش کر لیا ہے مثلاً بیوی سے علیحدگی اختیار

کر لی۔ دوسری شادی کر لی۔ گھر بدل دیا یا کچھ اور تو جیسے ہی انہیں جذباتی سطح پر سکون محسوس ہو گا کوئی دل کی بیماری انہیں آ لے گی۔ اسی طرح جوڑوں کے درد کے دینے سے بھی دل کی بیماریاں ہو جاتی ہیں اگر کسی بھی بیماری کے دینے سے دل کی تکلیف ہو جائے تو اورم ہی اسے ٹھیک کر سکتا ہے۔

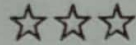
دل کی ذرا سی تکلیف ہو تو اورم کے مریض دل کی کسی خوفناک بیماری کے ڈر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اپنی صحت کے بارے میں تمام تر تشویش اور پریشانی کا مرکز دل بن جاتا ہے۔

اورم کے مریض مرنے سے نہیں ڈرتے آپ ان سے پوچھیں کہ کیا آپ موت سے خوفزدہ ہیں تو وہ کہیں گے کہ ہرگز نہیں میں چاہتا ہوں کہ مرنے تو جان چھوٹے۔ تو پھر انہیں دل کی بیماری کا خوف کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے ہوتا ہے کہ جذباتی سطح پر وہ زور درج اور زود حس ہوتے ہیں یہ اسی کا اظہار ہوتا ہے۔

اورم بعض دفعہ ناک کی بہت سخت سوزش کو آرام دیتا ہے اس کی خاص علامت اخراج کے ساتھ بدبو کا آنا ہے یہ بدبو اتنی تیز ہوتی ہے کہ دوسرے بھی اسے محسوس کر سکتے ہیں۔

اورم سفلس میازم کا اثر ضائع کرتی ہے اورم کے مریض سفلیٹک ہوتے ہیں۔ اس لئے اورم ہڈیوں کی گہرائی کے درد کی مخصوص دوا ہے۔ اورم ان تمام دردوں کی دوا ہے جن کی شدت میں مریض خودکشی کا سوچنے لگے۔ اورم کے مریض کی دریں شدید ہوتی ہیں کہ موت کے سوا انہیں کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ جارج وٹھولکس نے لکھا ہے کہ انہوں نے اورم 10M دے کر ایک خاتون کے چہرے کا درد ٹھیک کیا درد کے دوران اسے موت کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آتا تھا اور درد اسے پاگل کر دیتا تھا۔ اسی طرح کان کے غدودوں کی سوجن اور درد جو کئی سال سے بار بار ہو رہے تھے کو اسی علامت پر اورم دے کر ٹھیک کیا۔

اورم میٹیلیکم انسانی جسم کے اندر بہت گہرائی میں جا کر دایم کرنے کی
صلاحیت رکھتی ہے اور اگر علامات کے مطابق دی جائے تو حیرت انگیز نتائج ظاہر
ہوتے ہیں۔ ڈپریشن کے مریض نئی زندگی محسوس کرتے ہیں اور مایوسی کے
اندھیروں میں امید کی شمع جل اٹھتی ہے۔



ایتھوزا

نفسیاتی وجہ بتانا مشکل ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایتھوزا کا مریض لگاتار اور مسلسل کھاتا رہتا ہے۔ بہت چھوٹے بچوں میں جن دو اہم علامات کی بنیاد پر ایتھوزا دی جاتی ہے ان میں ایک تو یہ ہی مسلسل کھانا ہے اور دوسرے دودھ ہضم نہ کر سکتا ہے۔ دودھ ہضم نہ ہونے پر میگ فاس، نیٹرم فاس، لیک کیئم اور الیک ڈی فلوریٹم بھی دی جاسکتی ہے۔ ایتھوزا میں یوں ہوتا ہے کہ بچے نے پیٹ بھر کے دودھ پیا اور پھر اچانک اسے دست اور الٹیاں شروع ہو جاتی ہیں جو اسے فوراً اور جلدی سے پڑ مردہ کر دیتی ہیں۔ الٹیوں سے ذرا سکون ہو تو بچہ پھر دوبارہ پیٹ بھر کے دودھ پی لے گا۔ یہ زیادہ اور لگاتار کھانا گویا ایتھوزا کا جوہر ہے۔ کتب میں یوں لکھا ملتا ہے کہ ”بچہ کھاتا رہے کھاتا رہے حتیٰ کہ معدہ کام چھوڑ دے“۔ ماؤں میں یہ جو عادت ہے کہ جیسے ہی بچہ روتا ہے وہ اسے دودھ پلانے لگتی ہیں وہ بھی اس خرابی کا باعث بنتی ہے۔

اس سے بڑے بچوں میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ بچے نے ناشتہ کیا پھر ٹافیاں بسکٹ اور دوسری چیزیں کھاتا رہا اس طرح مسلسل کھانے سے اسے اسہال اور قے شروع ہو جاتی ہے۔ اب قے صاف کی گئی بچے کو صاف کیا گیا اور اس سے فارغ ہوتے ہی بچے نے پھر کھانا شروع کر دیا تو اسے اس مشکل سے صرف اور صرف ایتھوزا ہی نکال سکتی ہے۔ ایتھوزا دینے سے دست، اسہال اور قے کا نہ صرف تازہ حملہ ختم ہو جاتا ہے بلکہ اس سے مزاج تبدیل ہو جاتا ہے اور بچے کی زیادہ کھانے کی رغبت بھی ختم ہو جاتی ہے اور اس کا معدہ بھی ٹھیک کام کرنے لگتا ہے۔

جدید دور نے کھانے کی عادتیں بدل دی ہیں۔ گھر سے ناشتہ کر کے نکلنے کے باوجود اکثر لوگ بار بار چائے، بسکٹ، ٹافیاں، چھالیہ، چاٹ اور دیگر اشیاء کا استعمال جاری رکھتے ہیں۔ معدے کو ذرا دیر کے لئے بھی آرام نہیں ملتا۔ ابھی پہلے سے کھائی ہوئی چیز ہضم نہیں ہوتی اور اوپر سے اور کوئی چیز کھالی جاتی ہے۔ اس طرح مسلسل کھانے سے آخر کار معدہ کام چھوڑ دیتا ہے۔ اور ایتھوزا کی جسمانی علامات ظاہر ہونے لگتی ہیں جس کا آغاز سردرد سے ہوتا ہے۔ معدے کی خرابی سے سردرد جس کو ریاخ خارج ہونے سے آرام آتا ہے۔ درد کی شدت کی صورت میں اس کے ساتھ قے آتی ہے اور بعض دفعہ اسہال بھی ہو جاتے ہیں اور دودھ ہضم نہ ہونا تو خیر ایتھوزا میں ہوتا ہی ہے۔

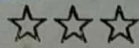
یہ بے احتیاطی اور کیفیت جاری رہے تو ایتھوزا کا مریض سامنے آتا ہے۔ ایسا مریض پست ہمت ہوتا ہے سخت ترین حالات میں بھی اور شدید ترین جذباتی حالت میں بھی اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ آنسو آتے ہیں لیکن رو نہیں سکتا۔ جذبات کو اندر محسوس کر لیتا ہے۔ ان کی اپنی جذباتی دنیا ہوتی ہے اور اسی میں مگن رہتے ہیں یہ کیفیت خود کلامی کی عادت ڈالتی ہے اور مریض خود کلامی کرنے لگتا ہے لیکن اگر اس حالت میں بھی کوئی دوست آ جائے تو وہ اس سے باتیں کرنے لگے گا گپ شپ لگائے گا اور اس بات چیت سے لطف اندوز بھی ہوگا لیکن دوست کے جاتے ہی پھر خود کلامی شروع کر دے گا۔

ایتھوزا کی اکثر علامات نیند میں بڑھتی ہیں۔ مثلاً ایتھوزا کے مریض نیند میں چلنے کے عادی ہوتے ہیں انہیں نیند بہت گہری آتی ہے لیکن نیند میں چلنا اور چھوٹے بچوں کو نیند میں یعنی دودھ پی کر سو جانے کے بعد ہیضہ ہو جانا نیند میں علامات بڑھنے کا واضح اشارہ ہیں۔

ایتھوزا کے مریضوں کو رات سوتے میں رال بہتی ہے۔ اسی طرح

اندھیرے سے ان کی علامات بڑھتی ہیں اور اندھیرے میں ان کا دم گھٹنے لگتا ہے۔
رات کو مریض اس ڈر سے آنکھیں بند نہیں کرتا کہ پھر وہ کبھی جاگ نہیں سکے گا۔

چڑچڑاپن انہما سے زیادہ ہوتا ہے۔ ایتھوزا کے مریضوں میں جانوروں
سے محبت خبط کی حد تک پہنچی ہوتی ہے اور ان کا ضرورت سے زیادہ بلکہ خبط کی حد
تک خیال رکھتا ہے۔ جانوروں سے باتیں کرتے ہیں اور ان کے ساتھ بہت مہربانی
اور پیار سے پیش آتے ہیں۔ خواتین میں ماہواری سے دودن پہلے اور پہلے دودن
تمام تکالیف بڑھتی ہیں اور اس کے بعد افاقہ ہو جاتا ہے تاہم جنسی خواہش ماہواری
کے فوراً بعد بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اپنے پیاروں کو کھونے کا شدید خوف
ہر وقت موجود رہتا ہے۔ سن یا س میں چہرہ بار بار سرخ ہو جاتا ہے اور چہرے سے
وحشت جھلکتی ہے۔ پیلے رنگ کا لیکوریا جو کپڑے پر داغ ڈال دے بھی اہم علامت
ہے۔ ناک میں بار بار ہونے والے پھوڑے اور پھنسیاں بھی ایتھوزا سے ٹھیک
ہو جاتے ہیں۔ پیٹ میں کھانے کے بعد بھراؤ کا احساس ہوتا ہے اور اسے صرف
تے کرنے سے آرام آتا ہے۔ نشاستہ دار اور نمکین چیزوں کی شدید خواہش ہوتی
ہے اور پنیر بہت اچھا لگتا ہے۔ جبکہ پھلوں سے رغبت نہیں ہوتی۔ چیزیں اپنے جسم
سے بڑی نظر آتی ہیں یہ علامت پلائینا کے الٹ ہے۔



ایکونائٹ نیپلس

(ACONITUM NAPELLUS).

فرض کریں آپ کے پاس ایک بے ہوش بچہ لایا جاتا ہے اور اس کی والدہ بتاتی ہے کہ اسے جھٹکے لگتے ہیں اور ابھی آتے ہوئے راستے میں جھٹکا لگنے سے بچہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ بچہ بے ہوش ہے۔ بچے کی والدہ کوئی اور علامت نہیں بتا پا رہی ہے اور آپ سوچ رہے ہیں کہ اسے سائی کیوٹا، ایبیسنتھیم اور ڈائیٹیکوریا میں سے کون سی دوا دی جائے تو آپ کیا کریں گے؟ میرا خیال ہے کہ ایسے میں ان دواؤں کے انتخاب کے چکر میں پڑنے کے بجائے آپ اس بچے کا منہ کھولیں اور ایکونائٹ کا ایک قطرہ اس کی زبان پر ٹپکا دیں۔ اور یقین کر لیں کہ بچے کو ایک دم ہوش آ جائے گا۔ اب اسے دوبارہ دورہ پڑ بھی جائے تو آپ کو دوا کے انتخاب میں کوئی مشکل نہیں ہوگی اور یوں ایکونائٹ آپ کو بہت ساری الجھن سے بچالے گی۔

اسی طرح ایکونائٹ دینے سے ہسٹیریا کا حملہ یا کسی اچھی یا بری خبر سننے سے ہونے والی بے ہوشی کو بھی دور کیا جاسکتا ہے۔ یہ کہنا تو غلط ہوگا کہ ہسٹیریا کو ایکونائٹ سے دور کیا جاسکتا ہے تاہم فوری طبی امداد کے طور پر ایکونائٹ بہت شاندار نتائج دیتی ہے۔ اسی طرح سے ذیابیطس کے مریضوں میں خون میں گلوکوز کم ہو جانے سے ہونے والی بے ہوشی بھی ایکونائٹ دے کر دور کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے بعد میں آپ کو خون میں گلوکوز کی مقدار پوری کرنے کے لئے کوئی میٹھی چیز کھلانی ہوگی۔ تاہم ایکونائٹ سے فوری بے ہوشی دور ہو جاتی ہے۔ بلڈ پریشر بہت زیادہ ہو جانے یا بہت کم ہو جانے کی صورت میں ہونے والی بے ہوشی کو بھی

ایکونائٹ فوری ختم کر دیتی ہے اور مریض بہت جلد بہتر ہو جاتا ہے اسی طرح سے فالج کے حملے میں پہلی دوا اور چوبیس گھنٹے تک ایکونائٹ ہی دی جائے تو اکثر بہت اچھے نتائج ملتے ہیں۔ یہ سب تکالیف چونکہ ایک دم سے اور اچانک ہوتی ہیں اس لئے ایکونائٹ اس میں بہت اچھا کام کرتی ہے اور مریضوں کو اکثر حیرت انگیز طور پر بہت جلدی بہتر کر دیتی ہے۔ یہ اچانک پن ایکونائٹ کے جوہر کا اہم ترین عنصر ہے کوئی بھی بیماری جو ایک دم اچانک حملہ آور ہو ایکونائٹ سے اس کا حملہ پسپا کیا جاسکتا ہے۔

فرض کریں ایک شخص سردیوں میں ایک گرم گرم دفتر سے نکلتا ہے اور گاڑی میں شیشہ کھول کر بیٹھ جاتا ہے۔ اب اسے ٹھنڈی ہوا لگتی ہے اور پندرہ بیس منٹ میں اس کی گردن یا بازو یا کوئی اور عضو اکڑ جاتا ہے اور اس میں شدید درد ہونے لگتا ہے تو صرف ایکونائٹ ہی اسے چند منٹوں میں اس مصیبت سے نجات دلا سکتی ہے۔ اسی طرح کی صورت حال میں بخار بھی ہو سکتا ہے اور ایکونائٹ اس بخار کو بھی فوراً ٹھیک کر دے گی۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ ایکونائٹ کا اثر صرف ٹھنڈی ہوا لگنے تک محدود نہیں ہے۔ لو لگ جائے یعنی سن اسٹروک میں بھی پہلی دوا ایکونائٹ ہی بنتی ہے۔ نو لگنے کی صورت میں بھی ایکونائٹ کے جوہر کے دو اجزاء تو ہر کیس میں موجود ہوتے ہیں یعنی اچانک تکلیف ہونا اور شدت جبکہ تیسرا عنصر بعض دفعہ ہوتا ہے اور بعض دفعہ نہیں ہوتا یعنی خوف۔ کسی شخص کو سخت گرمی کا سامنا ہے چاہے وہ موسم کی گرمی ہے یا کسی گرم بھٹی وغیرہ کے سامنے کام کر رہا ہے دونوں صورتوں میں اسے یا تو فوراً شدید گرمی لگ کر سرد درد گھبراہٹ، الٹیاں اور غنودگی شروع ہو جائے گی یا وہ گرمی تو برداشت کرنے کا لیکن اسے سرد درد ہو جائے گا اس سرد درد کی بھی دو صورتیں ہیں مستقل سرد درد بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب بھی مریض کو گرمی میں نکلنا

پڑے اسے سرد درد ہو جائے۔

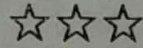
شدید گرمی لگ کر لو کی علامات پیدا ہو جانے میں فوری دوا ایکونائٹ ہوگی اور اس کی تقریباً تمام علامات مکمل طور پر ٹھیک کر دے گی جبکہ سرد دریا پٹھوں کا درد ہونے اور اس کی دونوں صورتوں میں لیکسس ہمیشہ بہت اچھے نتائج دیتی ہے۔ اور اس اذیت ناک کیفیت سے مریض کو ہمیشہ کے لئے نجات دلا دیتی ہے۔

ایکونائٹ سردی سے گرمی اور گرمی سے سردی میں جانے سے ہونے والی تکالیف کی بہترین دوا ہے۔ مثلاً سخت گرمی میں بھٹی کے سامنے کام کرتا ہوا شخص جو بہت گرم ہونے پر وہاں سے ہٹ کر ذرا ہوا لگوا کر پھر اسی ماحول میں کام کرنے لگتا ہے تو ایسا شخص جلد پٹھوں کے درد کا شکار ہو جائے گا۔ ایکونائٹ ایسے لوگوں کے لئے اکسیر ہے اسی طرح برف خانوں اور ایر کنڈیشنز ماحول میں کام کرنے والے لوگوں کو جنہیں بار بار اندر باہر جانا پڑتا ہوا ایکونائٹ کی اکثر ضرورت پڑتی ہے۔ اچانک پن کے بعد اگلا نکتہ خوف ہے اور اکثر کتب میں یہ لکھا ملتا ہے کہ مریض موت اور موت کے وقت کی پیش گوئی کرتا ہے کہ اتنے یا اتنے بجے وہ مر جائے گا لیکن عملاً ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

فرض کریں آپ ایسی جگہ جاتے ہیں جہاں ابھی ابھی کوئی حادثہ، کوئی دھماکہ یا فائرنگ وغیرہ ہوئی ہے اس وقت لوگوں کے چہرے پر جو تاثرات ہوتے ہیں انہیں یاد رکھیں تو آپ کو ایکونائٹ کے مریض کا خوف کبھی نہیں بھولے گا۔ مریض شدید خوفزدہ ہوتا ہے اور وہ منہ سے کچھ بولے نہ بولے خوف اس کے چہرے اس کی آنکھوں سے نمایاں ہوتا ہے اور ایسے میں جب کہ اس پر اچانک کسی بیماری کا حملہ ہوا ہو مریض کا خوف زدہ ہونا فطری بات ہے۔ مریض چہرے سے سخت خوفزدہ معلوم ہوتا ہے اور ایسے میں ایکونائٹ لا جواب دوا ہے۔ فوراً ہی مریض کو پرسکون کر دے گی۔

تیسرا اہم نکتہ شدت ہے۔ ایکونائٹ میں شروع سے آخر تک شدت پائی جاتی ہے۔ اگر بخار ہوا ہے تو ایک دم سے بہت تیز ہو جائے گا۔ اچانک اور بہت تیز سردی لگنے یا گرمی میں جانے کے چند گھنٹوں کے اندر اندر ہی شدید رد عمل ظاہر ہو جاتا ہے اسی طرح پھوں کا درد بھی انتہائی شدید ہو جاتا ہے یہ شدت ہی اصل میں اس خوف کو پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے جسے ایکونائٹ کا مخصوص خوف کہا جاسکتا ہے۔

ایکونائٹ کا جوہر اچانک پن، خوف اور شدت کے تین الفاظ پر مشتمل ہے اور اس جوہر کی بنیاد پر دینے سے یہ دوا حیرت انگیز نتائج دیتی ہے۔



ایسیٹانلی ڈم

فرض کریں کہ آپ ایک مریض کو دیکھنے جاتے ہیں اور اسے بہت بری حالت میں پاتے ہیں۔ مریض جسے پہلے دل کی یا کمی خون کی تکلیف تھی اب ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ درجہ حرارت کم ہو رہا ہے۔ خون کا دباؤ کم ہو چکا ہے۔ نبض ڈوب رہی ہے۔ سانس ہلکی ہلکی اور جلدی جلدی آ رہی ہے۔ جسم نیلا پڑ چکا ہے آنکھ کی پتلیاں پھیل چکی ہیں۔ دل کی دھڑکن کمزور ہے۔ دل کی کمزوری کی وجہ سے پاؤں اور ٹخنے سوج چکے ہیں اور مریض موت سے آخری جنگ لڑ رہا ہے۔ ایسی حالت میں آپ کو فوراً کاربووتج کا خیال آئے گا لیکن اگر کاربووتج کام نہ کرے تو ایسیٹانلی ڈم کو ضرور استعمال کروائیں یہ دوا آپ کو کبھی بھی مایوس نہیں کرے گی اور فوراً مریض کو اس بحرانی کیفیت سے نکال دے گی۔ ایسے مریضوں کو سردی سے شدید ذکی الحسی ہوتی ہے۔

ریٹینا کی خون کی رگوں میں کمزوری بھی اس دوا کی علامت ہے اس لحاظ سے یہ ذیابیطس کی وجہ سے ہونے والی ریٹینا کی سوزش اور خون کی نالیوں کی کمزوری (Diabetic Retinopathy) کا علاج بھی کر سکتی ہے۔ خون کی شدید کمی اور دل کی تکالیف کا علاج بھی اس دوا سے ہو سکتا ہے تاہم اس کی مخصوص بحرانی کیفیت ہی اس کا اصل جوہر ہے اور اس حالت میں یہ اکسیر ہے۔

☆☆☆

برائی اونیا

آپ نے یہ مصرع تو ضرور سنا ہوگا
”انو کھالا ڈلا کھیلن کو مانگے چاند“

برائی اونیا کا بچہ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ وہ کوشش کر کے ایسی چیز مانگتا ہے جو والدین کے لئے لانا ناممکن ہو اور اگر والدین بے چارے کہیں سے مطلوبہ چیز لے بھی آتے ہیں تو لے کر واپس کر دیتا ہے اور پھر کسی اور ایسی ہی ناممکن الحصول کا مطالبہ شروع کر دیتا ہے۔ اس علامت کو کئی طرح سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً بچہ ضد کر کے کوئی چیز لے اور پھر واپس کر دے یا بچہ بار بار مختلف چیزوں کا مطالبہ کرے لیکن جس نے بھی لکھا ہے کہ بچہ نہیں جانتا کہ وہ کیا چاہتا ہے اس لئے بار بار مختلف چیزیں مانگتا ہے وہ بات کی تہہ تک پہنچ گیا ہے۔ اصل میں ہوتا بھی یہ ہی ہے بچے کا اصل مسئلہ کسی خاص چیز کا حصول نہیں ہوتا بلکہ بار بار وہ مختلف اشیاء کا مطالبہ کر کے اپنے غیر قانع ہونے اور اپنی بے اطمینانی کا اظہار کرتا ہے۔ بار بار مختلف چیزوں کا مطالبہ اصل میں اسی غیر قانع ہونے اور اس کی وجہ سے ہونے والی بے اطمینانی کا اظہار ہے۔ یہ برائی اونیا کی بہت اہم علامت ہے اور اس علامت کی بنیاد پر برائی اونیا اونچی طاقت میں دے کر بچے کا مزاج تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

چھوٹے بچوں میں پیاس، حرکت سے نفرت اور اپنے ہونٹ چبانا خصوصاً ورم الدماغ کے حملے کے دوران برائی اونیا کی واضح علامات ہیں۔ اب بڑوں کی طرف آتے ہیں۔ برائی اونیا کا جو ہر ایک لفظ میں بیان کرنا ہو تو وہ لفظ ہوگا ”خشکی“۔ برائی اونیا کا مریض خشک ہوتا ہے اور یہ خشکی ذہنی جذباتی اور جسمانی تینوں سطحوں پر

پانی جاتی ہے۔

جسمانی خشکی کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ مریض کی تمام آبی جھلیاں خشک ہوتی ہیں۔ مریض وقفے وقفے سے کافی مقدار میں پانی پیتا ہے۔ برائی اونیا میں کسی خاص قسم کے پانی کی طلب نہیں ہوتی۔ ٹھنڈا، درمیانہ یا گرم جیسا بھی پانی ملے، مریض پی لیتا ہے اور کافی زیادہ پی لیتا ہے۔ مثلاً آپ مریض کو چائے پیش کریں تو ہو سکتا ہے کہ وہ کہے کہ میں نے پانی مانگا تھا یا مجھے تو پانی کی طلب ہے اور تم چائے لے آئے ہو لیکن یہ کہنے کے باوجود مریض چائے پی لے گا۔ اور اس سے اسے افادہ بھی ہوگا کہ گرم پانی پینے سے افادہ برائی اونیا کی مخصوص علامت ہے۔ مریض ہر طرح کا پانی پی لیتا ہے اور اس کا مقصد آبی جھلیوں کی خشکی دور کرنا ہوتا ہے۔

آبی جھلیوں کی خشکی کے ساتھ اگلی اہم ترین نشانی حرکت سے ”تکالیف میں اضافہ“ ہے۔ بلکہ معمولی سی حرکت سے بھی تکالیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں عناصر یعنی آبی جھلیوں کی خشکی اور حرکت سے تکلیف میں اضافہ مل کر برائی اونیا کی قبض کا باعث بنتے ہیں۔ برائی اونیا میں پاخانہ خشک بڑا اور سخت ہوتا ہے۔ آبی جھلیوں میں اتنی نمی نہیں ہوتی کہ وہ پاخانہ کو نرم کر سکیں اور نہ ہی آنتوں میں اتنی حرکت ہوتی ہے کہ پاخانہ کو آگے دھکیل سکیں اور یہ دونوں باتیں مل کر برائی اونیا کی قبض کا باعث بنتی ہیں۔

اسی طرح برائی اونیا میں جلد خشک ہوتی ہے اور حرکت سے نفرت ہوتی ہے حرکت سے نفرت اور تکلیف میں اضافہ جوڑوں کے درد میں بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ جوڑوں کے درد میں برائی اونیا کا مریض چپ چاپ بے حس و حرکت لیٹا رہتا ہے کیونکہ ذرا سی حرکت بھی دردوں میں شدید اضافے کا سبب بنتی ہے اور مریض کو چپ چاپ لیٹے رہنا پڑتا ہے۔

بعض دفعہ یوں بھی ہوتا ہے کہ درد کی شدت مریض کو اٹھ کر ٹہلنے یا چلنے

پھرنے پر مجبور کر دیتی ہے یہاں برائی اونیا کے مریض پر آر سینکم یا رہٹا کس کے مریض کا گمان ہو سکتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہوتا ہے کہ آر سینکم اور رہٹا کس کے مریض حرکت سے افاقہ محسوس کرتے ہیں لیکن برائی اونیا کے مریض کو افاقہ نہیں ہوتا۔

ذرا سی حرکت سے تکلیف میں اضافہ اور آرام سے افاقہ برائی اونیا کی خصوصیت ہے اور اس خصوصیت کی بنا پر نقرس اور بانی کے ہر قسم کے دردوں کا علاج ہو سکتا ہے۔ برائی اونیا جوڑوں کے دردوں میں علامات ہونے کے باوجود کام نہ کرے تو اسٹی لیریا کام کرتی ہے اسٹی لیریا، برائی اونیا کے بہت قریب ہے فرق صرف یہ ہے کہ اسٹی لیریا میں پیاس اتنی شدید نہیں ہوتی جتنی برائی اونیا میں ہوتی ہے باقی تمام علامتوں اور مزاج میں برائی اونیا اور اسٹی لیریا ایک دوسرے سے بہت مشابہت رکھتی ہیں۔

ذرا سی حرکت سے اضافہ سرد درد میں بھی بہت نمایاں ہوتا ہے۔ برائی اونیا کے سرد درد میں سر یا جسم کو حرکت دینا تو درکنار مریض آنکھیں بھی نہیں ہلا سکتا کیونکہ آنکھوں کی خفیف سی حرکت سے تکلیف میں شدید اضافہ ہوتا ہے۔ سرد درد عموماً بائیں طرف آنکھ سے ذرا اوپر پیشانی میں ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بالکل اس جگہ کی سیدھ میں گدی میں بھی اتنی ہی جگہ درد ہوتا ہے اور یہاں سے پھر پورے سر میں پھیل جاتا ہے۔ سرد درد کے دوران مریض بتی بجھا کر یا نیم تاریک کمرے میں چپ چاپ، آنکھیں بند کئے لیٹا رہتا ہے۔ اب اگر کوئی کمرے میں آ کر بتی جلا دے مریض اسے ڈانٹ دے گا کہ روشنی سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے کی گئی آنکھ کی معمولی سی حرکت بھی سرد درد کو بڑھا دیتی ہے اور اس طرح آنکھ کی پتلی کی دائیں بائیں یا اوپر نیچے کی خفیف سی حرکت سے بھی سرد درد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ دبانے سے سرد درد میں افاقہ ہوتا ہے اس لئے درد کے دوران مریض سر کو کپڑے سے باندھ کر آنکھیں بند کئے چپ چاپ لیٹا رہتا ہے۔

دبانے سے آرام اور حرکت سے اضافہ کی علامت ورم زائیدہ میں کھل کر سامنے آتی ہے اور علامات موجود ہوں تو برائی اونیا ورم زائیدہ کے لئے اکسیر ہے کیونکہ *Bygonia* ورم زائیدہ کی علامات سے زبردست مشابہت رکھتی ہے۔

اب ذرا ورم زائیدہ کی مطبی تشخیص پر غور کریں۔ مریض کو سیدھا لٹا کر درد والی جگہ کو ہاتھ کی انگلیوں سے آہستہ آہستہ دبایا جاتا ہے اور مریض کو اس دبانے اور دباتے چلے جانے سے درد میں افاقہ ہوتا ہے پھر ایک دم سے دباؤ ہٹایا جاتا ہے تو مریض درد کی شدت سے چیخ اٹھتا ہے۔ اب غور کریں کہ ہوتا کیا ہے؟ ہوتا یوں ہے کہ دبانے سے درد میں افاقہ ہوتا ہے۔ (دبانے سے آرام، افاقہ) جب دباؤ ایک دم سے ہٹایا جاتا ہے تو دبی ہوئی جگہ سے جسم اپنی اصل جگہ واپس آنے کے لئے حرکت کرتا ہے۔ اور اس حرکت کی وجہ سے تکلیف میں شدید اضافہ ہو جاتا ہے (حرکت سے اضافہ) دباؤ سے آرام اور حرکت سے اضافہ اور ان دونوں علامات کی اس شدت سے اور واضح موجودگی ورم زائیدہ کو برائی اونیا سے ٹھیک کروانے کا سبب بنتی ہے۔ اور اکثر اوقات صرف ایک اونچی طاقت کی خوراک ورم زائیدہ کے شدید ترین حملوں کو چند گھنٹوں میں ہمیشہ کے لئے ٹھیک کر دیتی ہے۔

جارج وٹھولکس نے ایک بچی کا ذکر کیا ہے جسے ڈاکٹروں نے شدید ورم زائیدہ تشخیص کیا اور مزید علاج کے لئے شہر کے بڑے ہسپتال روانہ کر دیا۔ شہر جانے سے پہلے جارج وٹھولکس نے اسے برائی اونیا 10M کی ایک خوراک کھلا دی۔ شہر کے ہسپتال تک پہنچنے میں آدھا گھنٹہ لگا۔ وہاں پہنچتے پہنچتے بچی کا بخار تقریباً اتر گیا اور درد بالکل ختم ہو گیا۔ وہاں پر موجود ڈاکٹروں نے بچی کا تفصیلی معائنہ کیا اور یہ کہہ کر بچی کو واپس گھر بھیج دیا کہ ورم زائیدہ کی کوئی علامت موجود نہیں ہے اور اگلے دن بچی مکمل طور پر صحت یاب ہو گئی۔

حرکت سے اضافہ، کھانسی میں بھی نظر آتا ہے اور مریض کھانستے ہوئے

دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیتا ہے اور سینے کو پکڑ لیتا ہے کیونکہ کھانسی سے ہونے والی سینے کی حرکت سینے میں شدید درد کا باعث بنتی ہے۔ اس علامت کی بنیاد پر کھانسی نمونیہ، زکام، نزلہ حتیٰ کہ تپ دق بھی برائی اونیا دے کر ٹھیک کی جاسکتی ہے۔ جارج وٹھولکس نے ایک مریض کے بارے میں لکھا ہے جو دیوار کی طرف منہ کر کے لیٹا ہوا تھا اور جارج کے تمام سوالات کے جواب اس نے اسی حالت میں دیئے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ تیمار دار نے بتایا کہ ذرا سا ہلنے سے بھی اسے درد ہوتا ہے اور مریض کو بھوک بالکل نہیں لگ رہی البتہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے پانی پی رہا ہے۔ برائی اونیا دینے سے اس کا بخار، کھانسی اور سینے کا درد بہت جلد ٹھیک ہو گیا۔

برائی اونیا کے مریض کو چکر بھی آتے ہیں اور چکروں کے دوران مریض بستر میں چپ چاپ لیٹا رہتا ہے۔ لیٹے لیٹے مریض کو شدت سے احساس ہوتا ہے کہ وہ بستر میں دھنستا جا رہا ہے لیکن اس احساس کو ختم کرنے کے لئے مریض جیسے ہی اٹھتا ہے اسے شدید چکر اور الٹی آتی ہے۔ یہ صورت حال خاصی تکلیف دہ ہوتی ہے کہ مریض لیٹے تو بستر میں دھنسنے کا احساس ہوتا ہے اور اٹھنے پر چکر اور الٹی اسے تکلیف دیتی ہے۔

معدے کی تکلیف گرم پانی اور گرم مشروبات پینے سے بہتر ہو جاتی ہیں۔ برائی اونیا کے مریض کو گوشت کھانے کی شدید خواہش ہوتی ہے۔ گوشت کے ساتھ ساتھ کستولا مچھلی کی خواہش بھی ہوتی ہے لیکن گوشت کی خواہش جتنی شدید نہیں ہوتی۔

برائی اونیا کی علامات شام کو بڑھتی ہیں، شام ۳، ۴ اور ۷ بجے اضافہ ہوتا ہے۔ برائی اونیا کی خصوصیت ہے اکثر اوقات تکالیف رات نو بجے شروع ہوتی ہیں اور سونے تک جاری رہتی ہیں۔

برائی اونیا کی سستی یا حرکت سے نفرت یوں بھی ظاہر ہوتی ہے کہ علامات بہت آہستہ آتی ہیں اور بیماری آہستہ آہستہ بڑھتی ہے مثلاً آج مریض کو طبیعت

بوجھل محسوس ہوگی اور لگے گا کہ کوئی خرابی ہونے والی ہے کل جسم ٹوٹنے لگے اور پرسوں بخار آئے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اصل تکلیف یعنی جوڑوں کا درد جا کر چوتھے دن ظاہر ہو یوں ایک تکلیف ظاہر ہوتے ہوتے چار پانچ دن لے لیتی ہے۔ جوڑوں کے درد میں اگر ایک جوڑا متاثر ہو جائے تو ہفتوں تکلیف اسی ایک جوڑا تک محدود رہے گی اور آہستہ آہستہ دوسرے جوڑوں تک پھیلے گی اور پھر ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد بخار ہو جائے۔ برائی اونیا میں ایکوٹائٹ کی طرح پھٹ پڑنے والی کیفیت کبھی بھی نہیں ہوتی اور نہ ہی فارمیکا رونا کی طرح ایک دم سے سارے جوڑوں پر شدید حملہ ہوتا ہے۔ اسی طرح برائی اونیا کی مزمن تکالیف سالوں چلتی ہیں اور آہستہ آہستہ بڑھتی رہتی ہیں۔

خشکی جو برائی اونیا کی خصوصیت ہے۔ جذباتی سطح پر یوں ظاہر ہوتی ہے کہ مریض انتہائی چڑچڑا، غصیلہ اور زودرنج ہوتا ہے یعنی خشک مزاج، کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا اور لوگوں سے گھلتا ملتا نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ برائی اونیا کا مریض مجلسی آدمی نہیں ہوتا گپ لگانا، لطیفے باز ہونا، ہنسنا کھیلنا یہ چیزیں اسے چھو کر بھی نہیں گزرتیں مریض اکیلا رہنا چاہتا ہے اور ہر طرح کے حالات کا مقابلہ تنہا اور اپنے زور بازو سے کرنا چاہتا ہے۔

جس طرح بیماری کی حالت میں یہ ہوتا ہے کہ مریض بلایا جانا یا کسی بھی اور قسم کی مداخلت پسند نہیں کرتا بلکہ یوں ہوتا ہے کہ مریض اپنی تمام تر توانائی جمع کر کے بیماری کا مقابلہ کر رہا ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کی مداخلت پسند نہیں کرتا اسی طرح عام زندگی میں بھی مریض اپنے تمام معاملات خود طے کرنا چاہتا ہے ہر طرح کے حالات کا مقابلہ خود کرنا چاہتا ہے اور کسی بھی قسم کی مداخلت پسند نہیں کرتا وہ خود کو سب سے الگ تھلک رکھنا چاہتا ہے اور اسی الگ تھلک رکھنے کی کوشش میں اس کا رویہ اکھڑا اکھڑا رہتا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ برائی اونیا کا مریض

غیر مہذب ہوتا ہے اور اس کی شخصیت خوشگوار نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ چیزیں سینت سینت کر رکھنے کے عادی ہوتے ہیں اور کبھی کسی شخص کی مالی مدد کو تیار نہیں ہوتے بہت کنجوس اور خرچ کرنے سے پہلے کئی دفعہ سوچتے ہیں۔ کہیں بھی اور کوئی بھی خرچ کرنے سے پہلے سوچتے ہیں اور ہر معاملے میں ان کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ مجھے کیا فائدہ ہوگا۔

یوں سمجھیں کہ مریض پکا کاروباری ہوتا ہے اور ہر معاملے، تعلقات بنانے اور قائم رکھنے غرض ہر معاملے میں یہ سوچتا ہے کہ مجھے اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ اور زندگی کے ہر معاملے کے اچھے یا برے ہونے کا معیار اس کے نزدیک صرف یہ ہوتا ہے کہ اسے اس کا کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں اور اسے کوئی مفاد حاصل ہونا یا فائدہ نظر نہ آئے تو وہ یہ کام نہیں کرے گا مثلاً اس نے اگر کسی کی مدد کرنی ہے۔ تو صرف اس صورت میں کرے گا جب اسے اندازہ ہو اسے اپنے خرچ سے بڑھ کر فائدہ ہوگا اور اگر فائدہ کا یقین نہ ہو تو وہ ہرگز ہرگز مدد نہیں کرے گا۔

برائی اونیا کا مریض خود کو کاروبار کے لئے وقف کئے رہتا ہے۔ صبح و شام اور دن رات صرف کاروبار، کام نفع اور مزید نفع اس کے سر پر سوار رہتا ہے ایسے لوگ شاید خواب بھی کاروبار کے دیکھتے ہیں اسی لئے برائی اونیا کا مریض ہڈیان میں کاروبار کی باتیں کرتا ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں کاروبار کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔

برائی اونیا کی خشکی دماغی سطح پر یوں ظاہر ہوتی ہے کہ مریض بہت تیز طرار اور شاطر ذہن کا مالک نہیں ہوتا اور یہ ہر سلسلہ میں روبوٹ کی طرح سوچتا رہتا ہے کہ صحیح کیا ہے غلط کیا ہے۔ ایک لگے بندھے طریقے سے زندگی گزارتا ہے اور بہت تیز بہت شاطر نہیں ہوتا اور عام سی لگی بندھی ڈگر پر زندگی گزارتا ہے۔

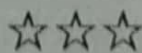
برائی اونیا کے مریض کی یہ مفاد پرستی اور سینت سینت کر رکھنے کی عادت

اور دوسروں سے الگ تھلک اور لیئے دیئے رہنے کی وجہ اندرونی احساس عدم تحفظ ہوتی ہے۔ برائی اونیا میں غربت اور مالی طور پر غیر محفوظ ہونے کا شدید خوف ہوتا ہے۔ یہ غربت کا خوف اور مالی طور پر عدم تحفظ کا شدید احساس برائی اونیا کی اس طرح کی شخصیت بناتے ہیں اور اسی وجہ سے اس کا رویہ اس طرح کا ہوتا ہے۔ غربت کے خوف کے علاوہ دوسرا شدید احساس تنہائی کا احساس ہوتا ہے۔ اصل میں یہ تنہائی خود اختیار کردہ ہوتی ہے اور اس کی وجہ وہی شدید احساس عدم تحفظ ہوتی ہے۔

برائی اونیا کا مریض مضبوط شخصیت کا مالک ہوتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو بہ احسن پورا کرتا ہے اور اس سلسلے میں بہت ایماندار ہوتا ہے تاہم اس میں یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ میں خود تو سب کے کام آتا ہوں لیکن اگر مجھے کبھی کوئی ضرورت پیش آگئی میرا کیا بنے گا۔ اگر میں بیمار پڑ گیا یا کام نہ کر سکا تو میرا کیا بنے گا۔ اس عدم تحفظ کو دور کرنے کے لئے اور خود کو مالی طور پر محفوظ کرنے کے لئے مریض دن رات سخت محنت کرتا ہے اور دن رات کاروبار کی فکر میں مبتلا رہتا ہے اور یہ خوف ہی اس کا اس طرح کا رویہ بناتا ہے۔

چونکہ برائی اونیا میں غربت یا افلاس کا خوف سب سے زیادہ ہوتا ہے اور کسی دوا میں اس قدر غربت کا خوف نہیں ہوتا یہ خوف ہی برائی اونیا کے مریض کو مجبور کرتا ہے کہ وہ پیسے کو اتنی اہمیت دے اور اس کی ساری کی ساری زندگی پیسے کے گرد گھومتا ہے اور جتنے زیادہ وہ پیسے جمع کرتا ہے اتنا ہی اسے تحفظ کا احساس ہوتا ہے اسی لئے برائی اونیا کا مریض کنجوس اور پیسے کا پجاری ہوتا ہے۔

اندرونی طور پر مالی عدم تحفظ اور تنہائی کا احساس خشکی اور حرکت سے نفرت اور اس سے تکلیف میں اضافہ ہی برائی اونیا کا جوہر ہے۔



بسمتہ

فرض کریں آپ دبلا پتلا، کمزور سینے والا اور لمبی پلکوں والا مریض دیکھتے ہیں جسے پیٹ میں شدید، کڑل پڑنے والا یا مروڑ والا درد ہو رہا ہے۔ بار بار ٹھنڈے پانی کی پیاس لگ رہی ہے پانی جیسے ہی معدے میں گرم ہوتا ہے تے ہو جاتی ہے۔ تے نہ ہو تو اذیت ناک درد سے افاقے کے لئے مریض کو زور لگا کر زبردستی تے کرنی پڑتی ہے۔ درد جوف معدے (Solar plexus) کے اعصاب میں ہے۔ درد کی وجہ سے مریض کبھی دہرا ہو جاتا ہے کبھی سیدھا، سخت درد اور اذیت کی وجہ سے مریض تڑپ رہا ہے۔ درد کا مقام چھو نہیں جاسکتا بہت حساس ہے تاہم درد کے مقام کی سیدھ میں بالکل پیچھے پیٹھ سہلانے سے سکون محسوس ہوتا ہے اور ایسا کرنے پر مریض تڑپنا چھوڑ دیتا ہے۔ گو مزاج اور علامات دونوں لحاظ سے دوا فاسفورس بنتی ہے لیکن ایسے میں فاسفورس دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی دوا سوچنے سے پہلے ہی آپ کو یہ جواب ملے کہ چھوڑیں جی! اسے ہسپتال لے جانا پڑے گا۔ کیونکہ تقریباً ہر ۱۵ ویں، ۳۰ ویں یا ۴۵ ویں دن اسے اسی طرح پیٹ درد کا دورہ پڑتا ہے اور اسے ہسپتال لے جانا پڑتا ہے وہاں جا کر بھی اسے فوری آرام نہیں آتا دو تین دن مسلسل نیند آور ادویات کے زیر اثر سوئے رہنے سے مریض بہتر ہوتا ہے لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد درد کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ تو کیا آپ اس مریض کو جو اس سخت ترین پیٹ درد کے باعث شدید ترین اذیت کا شکار ہے، فوری آرام دے سکتے ہیں۔ فاسفورس؟ نہیں۔ گو کہ فاسفورس کی تمام کی تمام علامات موجود ہیں۔ مزاج بھی فاسفورس کا ہے لیکن ایک فرق ہے اور وہ ہے شدت

کافرق۔ فاسفورس میں درد اتنا نہیں ہوتا کہ مریض تڑپنے لگے، ہاتھ پاؤں چلائے اور چیخ چیخ کر روئے۔ یہ شدت، تڑپنا اور رونا مریض کو فاسفورس سے دور لے جاتے ہیں۔ رہا مسئلہ فوری آرام کا تو یہ ممکن ہے اور صرف بسمتہ سے ممکن ہے۔ بسمتہ کا نچوڑ یہ ہے کہ یہ ایسے پیٹ درد میں کام آتی ہے جہاں علامات اور مزاج فاسفورس کا ہو لیکن فاسفورس کام نہ کر رہی ہو یہ علامت یعنی پیٹ کا درد نہایت شدید ہوتا ہے۔ اس کے باوجود کہ یہ ہومیوپیتھی کی روح کے خلاف ہے لیکن یہ مشورہ صاحب الرائے اور صائب الرائے جارج وٹھولکس ہے سو صائب ہے۔ پیٹ درد میں اگر علامات کے باوجود فاسفورس کام نہ کرے تو درد چاہے کم ہو یا زیادہ بسمتہ دے دیا، جو کام کرے گی اور مریض کو فوراً آرام آ جائے گا بسمتہ کا مریض پیٹ درد کے دورے کے دوران شدید خوفزدہ ہوتا ہے اور بار بار پوچھتا ہے کہ کیا وہ ٹھیک ہو جائے گا؟ کیا میرا علاج ممکن ہے اسی طرح تکلیف کے دوران اس کے لئے اکیلا رہنا ناممکن ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ کوئی نہ کوئی اس کے پاس رہے اور اس کا ہاتھ تھامے رہے۔ یہ بھی فاسفورس کی علامت ہے۔

پیٹ درد کے دوران مریض کوئی غذا نہیں کھا سکتا اور نہ ہی برداشت کر سکتا ہے۔ مریض محسوس کرتا ہے کہ اس کے معدے کو کسی نے ہاتھ سے پکڑ رکھا ہے اور اندر کوئی چیز ٹوٹ گئی ہے۔ اس صورت میں کوئی بھی درد ہٹانے کی دوا یا اکڑاؤ ختم کرنے والی دوا کام نہیں کرتی۔ ایسا پیٹ درد جو نہایت شدید ہو اور مزاجی اور علامتی دوا فاسفورس ہو لیکن فاسفورس کام نہ کرے تو بسمتہ آرام دیتی ہے اور درد وقفے وقفے سے دورہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ یہ بسمتہ کا جوہر ہے۔

H/Dr. SADAQAT RIAZ ☆☆☆
D.H.M.S. R.H.M.P
Health Care Homeopathic Clinic
Hussein Abad A.C Wah 0343-5961178

تمام بالخیر

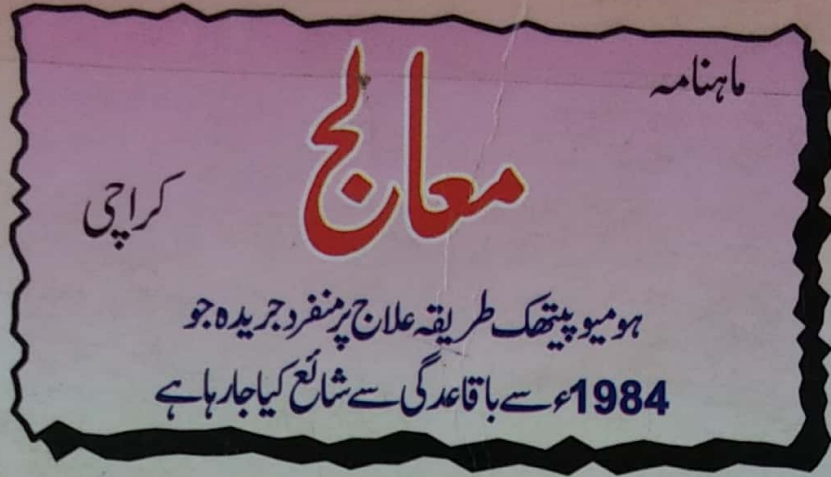
HEIGHT & WEIGHT CHART

IF YOU'RE A MAN
Weight range in kilos

Height
in Feet

IF YOU'RE A WOMAN
Weight range in kilos

MIN		MAX		↓	MIN		MAX	
—	—	—	—	4.10	41.0	—	49.0	
—	—	—	—	4.11	44.5	—	50.5	
—	—	—	—	5.0	46.0	—	51.5	
—	—	—	—	5.1	46.5	—	53.0	
51.5	—	59.5	—	5.2	48.5	—	54.5	
53.0	—	61.0	—	5.3	50.0	—	56.0	
54.5	—	62.5	—	5.4	51.0	—	57.0	
56.0	—	64.0	—	5.5	52.0	—	59.0	
57.0	—	66.0	—	5.6	53.0	—	61.0	
59.5	—	67.5	—	5.7	55.5	—	62.5	
61.0	—	70.0	—	5.8	56.5	—	64.0	
63.0	—	72.0	—	5.9	58.0	—	66.0	
65.0	—	74.0	—	5.10	60.0	—	67.0	
66.5	—	76.0	—	5.11	61.5	—	69.5	
68.5	—	79.5	—	6.0	63.0	—	71.5	
70.5	—	80.5	—	6.1	65.0	—	73.0	
72.0	—	82.5	—	6.2	66.5	—	75.0	
74.0	—	84.5	—	6.3	68.5	—	76.5	
76.5	—	86.5	—	6.4	—	—	—	



معالج

میں ہومیو پیتھک ڈاکٹر طالب علموں اور عام قارئین کیلئے مفید معلوماتی مضامین اور جدید طبی خبریں شائع کی جاتی ہیں۔ جس سے آپ کی معلومات میں مزید اضافہ ہوگا۔

معالج

ملکی اور غیر ملکی ہومیو پیتھک سرگرمیوں سے باخبر رکھتا ہے۔

معالج

میں ممتاز و معروف ہومیو پیتھس کے تجربات و مشاہدات، ماہر ہومیو پیتھک ڈاکٹر کے طبی مشورے باقاعدگی سے شائع کئے جاتے ہیں۔ جو آپ کی پریکٹس میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

معالج

خود بھی پڑھیں اور اپنے احباب کو بھی اس کی تلقین کیجئے۔

معالج

کازر سالانہ =/150 روپے عام ڈاک سے اور =/300 روپے بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک ہے۔ جو آپ منی آرڈر/پوسٹل آرڈر اور بینک ڈرافٹ کی صورت میں بنام ماہنامہ معالج روانہ کر سکتے ہیں۔

رابطہ کیجئے

10 فرسٹ فلور، برکت لاج،

آرام باغ روڈ کراچی۔ فون: 2628814

ماہنامہ معالج